www.shaoorewilayat.com

شعور ولایت

مؤلف: حجۃ الاسلام جناب محمد رضا انصاری
مترجم: مولانا سید شاہد جمال رضوی گوپال پوری

شہرِ ولایت

مؤلف

حجۃ الاسلام جناب محمد رضا انصاری

مترجم

مولانا سید شاہد جمال رضوی گوپال پوری

عرفان غدیر

ہر طرف نغمہ سرا ہیں عندلیبان غدیر — کیا بہار باغ جنت ہے گلستان غدیر
نامکمل ہے بغیر اس کے شریعت کی بہار — پوچھئے سلمان و بوذر کو ہے عرفان غدیر

شعورؔ گوپال پوری مرحوم

اسم کتاب: شہر ولایت
غدیر کی کہانی......غدیر کی زبانی

مؤلف	:	حجۃ الاسلام آقای محمد رضا انصاری
مترجم	:	مولانا سید شاہد جمال رضوی گوپال پوری
پیشکش	:	مکتبہ مینار شعور (گوپال پور سیوان)
صفحات	:	۱۶۲
طباعت	:	ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ
تعداد	:	۱۰۰۰
قیمت	:	۱۵۰/روپے
ناشر	:	شعور ولایت فاؤنڈیشن (لکھنؤ)

ملنے کا پتہ:

دفتر شعور ولایت فاؤنڈیشن

دبستان شعور، ۲۹۲/۵۴۶، ہردوئی روڈ سرفراز گنج لکھنؤ رابطہ نمبر 00919119644122

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

بسم الله الرحمن الرحيم

انتساب

ان علمائے حق کے نام......

جنہوں نے اپنے قلم حقیقت رقم سے چودہ سو سال پہلے میدان غدیر میں ہونے والے تین روزہ یادگار لمحات کو بے کم وکاست ہم تک پہنچانے میں انتہائی اہم کردار ادا کیا۔

سعیهم مشکورا

مترجم: سید شاہد جمال رضوی

فہرست عناوین

عرض ناشر ۹
حرف مترجم ۱۱
گفتار مؤلف ۱۳
یادگار لمحات......غدیر کی زبانی ۱۳
غدیر کہاں ہے؟ ۱۴
غدیر کا تاریخی محل وقوع ۱۵
غدیر کا طبیعی محل وقوع ۱۶
اسلام اور غدیر کا رابطہ ۱۷
غدیر کا انتخاب کیوں......؟ ۱۸
سلام علیکم ۲۱
مکہ کی طرف جانے والا قافلہ ۲۴
آواز رسول میری سماعت سے ٹکرا رہی ہے ۲۶
ایک تاریخی منبر ۲۹
ایک لاکھ بیس ہزار لوگوں کی مہمان نوازی ۳۱

منبر رسولؐ کا مذاق ۳۳

انوکھی نماز جماعت ۳۵

خطبہ کا آغاز ۳۶

جشن کے آغاز میں سازش ۳۷

کائنات کا حیرت انگیز خطبہ ۳۹

بارہ اماموں کی امامت کا اعلان ۴۲

حضرت علیؑ، دست رسولؐ پر ۴۳

آیۂ اکمال کا نزول ۴۶

صحیفہ اور دشمنان ولایت ۴۸

سورۂ حمد اور حضرت علیؑ کا راستہ ۵۲

بقیۃ اللہ مہدی ہیں ۵۵

مراسم بیعت کا اعلان ۵۷

دل وزبان سے بیعت ۶۰

منافقین کی نازیبا حرکتیں ۶۳

تاج ولایت ۶۵

شکر الٰہی ۶۶

ولایت یعنی کیا......؟ ۶۸

دشمنان اسلام کی ناامیدی ۷۰

اکمال دین کی مناسبت سے تبریک وتہنیت ۷۲

بیعت کا حسین منظر ۷۴

خواتین کی بیعت کا منظر ۷۶

مردوں کی بیعت ۷۸
بیعت یا عہد شکنی ۸۱
نفاق و سازش کے شعلے ۸۵
دشمنان ولایت سے باز پرس ۸۷
شیطان کی وحشت ۹۰
ابلیس کا آخری نقشہ ۹۳
شاعر ولایت ۹۶
ولایت کا دائمی شعار ۹۸
نفاق کا خیمہ ۹۹
جھوٹی قسم ۱۰۲
وسواس خناس ۱۰۴
مولا یعنی کیا......؟ ۱۰۶
تنزیل من رب العالمین ۱۰۸
کوئی اور...امیر المومنینؑ کی جگہ ۱۱۱
خلافت میں شراکت ۱۱۳
جبرئیل کا اخطاریہ ۱۱۵
آسمان میں ملائکہ ۱۱۷
امیر المومنین اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام ۱۱۸
قلعۂ خدا کا امین ۱۲۱
علوی معجزات ۱۲۳
سند مکتوب ۱۲۵

تین دنوں بعد شک وتر دید ۱۲۷

دشمن ولایت پر پتھر کا عذاب ۱۳۰

جشن غدیر کا اختتام ۱۳۵

مسجد کی تخریب ۱۳۷

ظلم بالائے ظلم ۱۳۹

امام حسینؑ غدیر آئے ۱۴۰

امام صادق نے شرف قدوم بخشا ۱۴۲

چودہ سو سال ۱۴۴

میں اور عہد حاضر ۱۴۷

چودہویں صدی ہجری کے آخری سال ۱۴۹

پندرہویں صدی ہجری ۱۵۱

مکہ، میں اور مدینہ ۱۵۳

شیعو! میری مسجد میں نماز پڑھو ۱۵۴

میں آپ کو دعوت دیتی ہوں ۱۵۶

میں آپ سے باخبر ہوں ۱۵۷

مجھے آپ سے توقع ہے ۱۶۰

عرض ناشر

غدیر......اعلان ولایت ووصایت کی جگہ کا نام نہیں بلکہ تثبیت ولایت علیؑ کی جلوہ گاہ کا نام ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اکرمؐ نے اپنی نبوت کے اعلان کے ساتھ ہی حضرت علیؑ کی وصایت و جانشینی اور خلافت کا اعلان کر دیا تھا۔ دعوت ذوالعشیرہ کے نام سے اس موقع کا تذکرہ تاریخ میں موجود ہے۔

بعد میں آنحضرت نے ذوالعشیرہ کے اعلان کی تائید اپنے ہر قول وعمل سے کی ہے، آپ کی زندگی میں کوئی ایسا موقع نہیں دکھایا جا سکتا جہاں آپ نے کسی اور کی وصایت و جانشینی کا اعلان کیا ہو یا کسی دوسرے کی خلافت کی نشاندہی کی ہو۔

غدیر بھی انہیں مواقع میں سے ایک ہے جہاں رسول اکرمؐ نے اپنے حقیقی جانشین کی وصایت وخلافت کی تثبیت فرمائی تھی ......لیکن دوسرے مواقع سے غدیر کا امتیاز یہ ہے کہ یہاں بھرپور اور بالکل واضح انداز میں اعلان وصایت کر کے پورے عالم اسلام پر بلکہ آنے والی ہر نسل پر حجت تمام کر دی اور کسی کے لئے کوئی بہانہ نہیں چھوڑا۔

حکم خداوندی کی تعمیل میں رسول اکرمؐ نے جس انداز سے اعلان ولایت کیا اس نے یہ بات واضح کر دی کہ اعلان ولایت علیؑ کے بغیر نہ رسالت کے تقاضے پورے ہوتے ہیں نہ نبوت اپنے فرائض سے سبکدوش ہوتی ہے۔ خدا اور رسولؐ کے طرز عمل اور غدیر کے نرالے

اعلان نے جہاں منصب نبوت و رسالت کی اہمیت وعظمت کو ظاہر کیا ہے وہیں منصب خلافت کی عظمت وجلالت کے اظہار کے ساتھ اس ذمہ داری کا بھی پتہ دیا ہے کہ رسولؐ کے بعد اسلام کے تحفظ و بقا کا دار و مدار اس منصب پر ہے اور اسلام کے مستقبل کا ذمہ داری یہی منصب ہے۔

ظاہر ہے جو اعلان اس قدر اہمیت کا حامل ہو اس کی تفصیلات اور اس واقعہ کی جزئیات سے آشنائی تاریخ اسلام کے ایک طالب علم کے لئے بے حد اہم بھی ہے اور بے پناہ ضروری بھی......تا کہ وہ حقائق تک پہنچنے میں لغزشوں کا شکار نہ ہو۔

زیر کتاب اسی نہج پر لکھی گئی ہے......اس میں اعلان ولایت اور واقعہ غدیر کو پوری تفصیلات کے ساتھ لکھا گیا ہے، انداز بیان بڑا دلچسپ ہے، خود سرزمین غدیر اپنی زبان سے وہاں ہونے والے تمام تر واقعات کو بیان کر رہی جس سے پڑھنے والے کی دلچسپی میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔

شعور ولایت فاؤنڈیشن نے اس کتاب کی گوناگوں خصوصیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کا اردو ترجمہ شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے، امید ہے قارئین ہماری اس کاوش کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیں گے اور اس سے خاطر خواہ استفادہ کریں گے۔

خدا سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور زیادہ سے زیادہ تبلیغ غدیر کے وسائل فراہم کرے؛ آمین یارب العالمین

شعور ولایت فاؤنڈیشن (لکھنؤ)

علمی مرکز قم المقدسہ (ایران)

حرف مترجم

بڑا خوبصورت شہر ہے……شہر ولایت؛ لیکن عام شہروں کی طرح اس شہر کی خوبصورتی مادی اور ظاہری نہیں ہے کہ اسے چشم بصارت سے دیکھ کر کچھ لمحوں کے لئے دل بہلا لیا جائے بلکہ اس منفرد شہر کی خوبصورتی کا انداز بھی نرالا اور بالکل الگ ہے…… بلکہ اس شہر کی ہر چیز نرالی ہے۔

ذرا اس شہر کو غور سے دیکھئے…… ہر وقت عرب کی گرمی، تپتا ہوا صحرا، جلتی ہوئی ریت، دھوپ کی شدت، جاں گسل ماحول…… جہاں چند ببول کے درختوں کے علاوہ کسی سایہ دار درخت کا نام ونشان تک نہیں……نہ لہلہاتا سبزہ، نہ سرسبز وشاداب درخت، نہ بہتی ہوئی نہریں، نہ آبشاروں کا صاف و شفاف پانی……نہ مرغزار ہیں نہ سبزہ زار، نہ کسی طرف ہریالی نہ موسم بہار……بس ایک صحرا ہے جو دور تک پھیلا ہوا ہے، ایک ریت کا سمندر ہے جو ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور اس سے دھوپ کی شدت سے چھوٹے چھوٹے ذرّے مثل ستاروں کے جگمگا رہے ہیں یا آسمانی جلوے ہیں جو زمین پر نظر آ رہے ہیں، ایک میدان ہے جہاں تا حد نظر ریت ہی ریت دکھائی دے رہے ہیں…… یہ ہے شہر ولایت۔ اب آپ سوچ رہے ہوں گے کہ ایسے چٹیل میدان کو خوبصورت شہر سے تعبیر کرنا کہاں کی عقلمندی ہے……؟!

جی ہاں!……جب آپ اسے چشم بصارت سے دیکھیں گے تو اسے ایک چٹیل میدان ہی سے تعبیر کریں گے……اس کی خوبصورتی کو محسوس کرنے کے لئے چشم بصارت نہیں بلکہ چشم بصیرت کی ضرورت ہے…… جب آپ چشم ولا سے اس شہر کو دیکھیں گے تو اس کی گونا گوں خصوصیات، خوبصورتی، لذت آفرینی اور وہاں کے ذرّے ذرّے میں موجود یادگار داستان کا احساس ہوگا۔

جی ہاں !......شہرولایت ......حیات اسلامی کی روح رواں ہے، مرکز یقین اور سرچشمۂ ایمان ہے، ایک ابدی حقیقت اور ناقابل فراموش واقعیت ہے، ایمان ونفاق کے درمیان ایک حد فاصل ہے، منزل اتحاد واتصال ہے۔

شہرولایت ......تاریخ نبوت کے نقطۂ اختتام اور تاریخ امامت کے نقطۂ آغاز کا نام ہے، انبیائے کرام کی آخری منزل ہے، پیغمبروں کا دیکھا ہوا خواب اور ان کی زحمتوں کے بارآور ہونے کی جایگاہ ہے۔ اتمام نعمت اور تکمیل دین کی سند کے نزول کی جگہ ہے، خلقت وآفرینش کا نچوڑ، تمام ادیان الٰہی کا خلاصہ اور مکتب وحی کا نتیجہ ہے۔

شہرولایت ......صرف دین اسلام کا ایک جزء نہیں بلکہ اسلام کی اصل واساس ہے، اس کے بغیر دین کا نقشہ نامکمل ہے...... ولائے اہل بیتؑ سے مملو ایک شیعہ کا دل اس شہر کی سیر کرنے کے لئے بے چین رہتا ہے تو اس کی وجہ یہی خصوصیات اور معنوی خوبصورتی ہے۔

شدید خواہش کے باوجود نامساعد حالات کی وجہ سے ہم اپنے شہر ......شہرولایت ......نہیں جاپاتے ......اپنی خواہش کی تسکین کیسے کریں؟!

میں آپ کو ایک مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کو شہرولایت کا سفر کرنا ہے تو ایک مرتبہ اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب آپ کو شہرولایت کے چپے چپے کی سیر کرائے گی اور سرزمین غدیر پر رونما ہونے والے تمام واقعات سے آشنا کرائے گی۔ بس ایک خواہش ہے کہ جب کتاب اچھی لگے اور دل مالک حقیقی کی طرف متوجہ ہو تو دعا ضرور کیجئے: معبود......میرے مالک! شہر ولایت جانے کے وسائل جلد از جلد فراہم فرما تاکہ ہم قریب سے اس شہر کی زیارت کرسکیں۔

والسلام: سید شاہد جمال رضوی (حوزہ علمیہ قم ایران)

۱۰/ربیع الاول ۱۴۴۲ھ

گفتار مؤلف

سرزمین غدیر کے یادگار لمحات پر مشتمل یہ ڈائری آپ کے پیش نظر ہے جسے ہم خود اسی سرزمین کی زبانی سنیں گے۔ یہ ڈائری غدیرخم میں بارہ اماموں کی ولایت و امامت کے اعلان کے تین روزہ جشن کے یادگار لمحات کے ساتھ ساتھ چودہ سو سال سے لے کر آج تک کے واقعات پر مشتمل ہے جو درحقیقت کرۂ ارض کے ایک نورانی ٹکڑے کا واقعہ ہے۔

غدیر وہ عظیم جگہ ہے جہاں ہم سبھی تھوڑی دیر کے لئے جانے کی خواہش رکھتے ہیں، آیئے اہل بیتؑ کی ولایت و محبت سے مملو قلب کے ساتھ اس ڈائری کے ایک ایک ورق، ان واقعات کے ایک ایک جملہ اور اس خوبصورت داستان کے ایک ایک لفظ کو پڑھیں، دقت نظر سے مطالعہ کریں تا کہ دل کی گہرائیوں سے غدیر میں موجودگی کا احساس کریں اور وہاں نہ ہونے کے باوجود اس واقعہ کو سن کر اور پڑھ کر لذت محسوس کریں۔

☆ ☆ ☆

یادگار لمحات...غدیر کی زبانی

اس کتاب میں غدیر میں ہونے والے اعلان ولایت کے واقعات کو نیز آج تک مسجد غدیر کے ساتھ پیش آنے والے حالات کو قلمبند کیا گیا ہے۔ دوسرے مرحلہ میں ان واقعات کو

غدیری ڈائری کی صورت میں بزبان غدیرخم بیان کیا گیا ہے، بیان مطلب میں طریقہ ایسا اختیار کیا گیا ہے کہ خود سرزمین غدیر اپنی تاریخ کے ایک ایک لمحہ کو ہم سے بیان کررہی ہے۔

اس کے بعد اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ واقعات وقت کے اعتبار سے مرتب کئے جائیں تا کہ خاطرات کی ڈائری کا مفہوم واضح ہوسکے اور بالترتیب سارے واقعات کا نقشہ ذہنوں میں بیٹھ جائے۔

عربی عبارت کا ترجمہ کرنے میں اصل داستان اور اس کے متن کو پوری طرح محفوظ رکھا گیا ہے اور جن جملوں کی وضاحت کی ضرورت تھی ان کے معنی و مفہوم میں تبدیلی کئے بغیر وضاحت کا اضافہ کیا گیا ہے۔

اس کتاب کے مطالب چار کتابوں سے ماخوذ ہیں: اسرار غدیر، غدیر کا قرآنی واقعہ، غدیر کہاں ہے؟ اور غدیر کے ہمراہ چودہ صدیاں۔

☆ ☆ ☆

غدیر کہاں ہے؟

سرزمین غدیر کہاں ہے......؟ وہ منفرد سرزمین جس کے بے نظیر واقعات و حادثات دوسری کسی سرزمین پر رونما نہیں ہوئے ......سرزمین نبوت و ولایت جہاں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام کی زحمتوں کے ماحصل کا اعلان کیا گیا۔

وہ عظیم سرزمین جو رسول اکرمؐ کے سب سے طولانی اور اہم ترین خطبہ کی گواہ تھی......وہ سرزمین جس نے اپنی آنکھوں سے ایک لاکھ بیس ہزار انسانوں کی بیعت کے منظر کا مشاہدہ کیا اور ہمیشہ کے لئے دشمنان ولایت سے مباہلہ کو بطور یادگار محفوظ کرلیا۔

وہ عظیم سرزمین جس کے متعلق ہم سبھی خواہش کرتے ہیں کہ اے کاش ! ہم اس دن

موجود ہوتے اور اپنی آنکھوں سے حضرت علیؑ کو رسول اکرمؐ کے مبارک ہاتھوں پر دیکھتے، اپنی سماعتوں سے......**من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ**......کی دلنشین آواز سنتے اور پھر اپنے ہاتھوں کو علیؑ و رسولؐ کے مقدس ہاتھوں پر رکھ کر زندگی بھر ولایت و امامت کی راہ پر گامزن رہنے کا عہد کرتے۔

وہ سرزمین جسے حضرت علیؑ کے چاہنے والوں نے کبھی اکیلا نہیں چھوڑا اور وہاں ولایت جیسی حسین مسجد تعمیر کی؛ بالکل اسی طرح جیسے دشمنانِ علیؑ نے بھی اسے اکیلا نہیں چھوڑا اور جب بھی قدرت و طاقت ملی اس ملکوتی عمارت کو خراب کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور اس کا نام و نشان مٹانے کے فراق میں رہے۔

☆ ☆ ☆

غدیر کا تاریخی محل وقوع

عربستان میں مشرق کی طرف سے آنے والے مغرب کے سیل کے راستہ میں بہت سے تالاب پائے جاتے ہیں جو بارش کے زمانے میں سیلاب کے عبور کے ساتھ کچھ پانی وہیں رہ جاتا ہے جس سے چھوٹے چھوٹے تالاب بن جاتے ہیں ان کو ''غدیر'' کہا جاتا ہے اور وہاں آس پاس رہنے والے لوگ کچھ دنوں تک اس پانی سے استفادہ کرتے ہیں۔

مکہ و مدینہ کے راستہ میں مکہ سے دو سو کیلو میٹر اور مدینہ سے تین سو کیلو میٹر کے فاصلہ پر خم نامی ایک تالاب ہے جو غدیر خم کے نام سے مشہور ہے، اس سرزمین پر سیٹھے کے بہت سے درخت پراگندہ طور پر ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

اس سرزمین کے ایک طرف غدیر خم نامی ایک بڑا تالاب پایا جاتا ہے، اس تالاب کا محل وقوع ایسا تھا کہ پورے سال وہ خشک نہیں ہوتا تھا اسی لئے اس کے آس پاس بہت سے

درخت اگتے تھے اور خستہ حال مسافروں کے آرام وسکون کا ذریعہ بن جاتے تھے۔

چودہ سو سال سے غدیر خم کے نام میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ،لغوی، تاریخی اور جغرافیائی کتابوں میں اس جگہ کا یہی نام مرقوم ہے اور اس کا دقیق محل وقوع بھی متعین کیا گیا ہے۔(۱)

☆ ☆ ☆

غدیر کا طبیعی محل وقوع

طول تاریخ میں غدیر کے علاقہ کے جغرافیائی حالات بدلتے رہے......خاص طور سے اس لئے بھی کہ وہ سیلاب کے راستہ میں تھا اسی لئے آسانی سے اس کی شکل وصورت بدل جاتی تھی۔رسول اکرمؐ کے عہد سے لے کر آج تک غدیر خم کی توصیف وتبیین حیاتی اور طبیعی اعتبار سے مندرجہ ذیل طریقے سے کی جاسکتی ہے:

☆......تالاب (غدیر) کے پاس پانی کا ایک چشمہ ہے جو اپنے منبع سے جاری ہوکر غدیر کی طرف آیا ہے اور وہیں پر پھیل گیا ہے۔اس چشمہ میں پانی کم ہے،کبھی کبھی طبیعی علل واسباب کے پیش نظر غدیر کے راستہ سے ہٹ کر دوسری طرف بہنے لگتا ہے۔

☆......چشمہ کے آس پاس سرسبز وشاداب درخت موجود ہیں جن کی وجہ سے وہاں کی خوبصورتی بڑھ گئی ہے،کبھی کبھی سیلاب کی وجہ سے یہ درخت گر کر ختم ہوجاتے ہیں یا جس سال چشمہ کا پانی کم ہوتا ہے اس سال درختوں کی ہریالی کم ہوجاتی ہے اور وہ خشک ہوجاتے ہیں۔

☆......تالاب کے پاس سیٹھے کے بڑے بڑے درخت تھے جن کے سایہ میں رسول اکرمؐ نے خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔یہ درخت بھی زمانی فاصلوں کی وجہ سے ختم ہوگئے ہیں یا سیلاب نے

۱۔غدیر کجاست ص ۳۷

ان کو ختم کرنے میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔

☆......... غدیر نامی تالاب کا طول وعرض یا گہرائی وگیرائی سیلاب کے پانی کی وجہ سے بدلتا رہا ہے لیکن اس کے محل وقوع میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے، اس وقت سے لے کر آج تک وہ ''غدیر خم'' کے نام سے مشہور ہے۔(۱)

☆ ☆ ☆

اسلام اور غدیر کا رابطہ

تاریخ اسلام کے ساتھ اس تالاب کے رابطہ کو اس زمانے سے تلاش کیا جاسکتا ہے جب رسول اکرمؐ، حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کے مال التجارت کو شام لے جاتے تھے لیکن تاریخ میں اس مطلب کی تصریح نہیں کی گئی ہے۔

اس تالاب کا اسلام سے سب سے پہلے ہجرت میں رابطہ برقرار ہوا، آنحضرت مدینہ جاتے ہوئے راستہ میں اسی غدیر سے گزرے تھے۔ شب ہجرت کے دوسرے دن امیر المومنین حضرت علیؑ بھی حکم رسولؐ سے فاطمہ نامی چار خواتین کو مدینہ لائے تو ان کا راستہ بھی غدیر خم ہی تھا۔

اس کے بعد صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے موقع پر بھی مسلمانوں کے قافلہ کو اس مقام سے عبور کا احتمال دیا جاسکتا ہے۔ حجۃ الوداع میں بھی حج کی سعادت حاصل کرنے کے لئے مدینہ سے نکلنے والے ستر ہزار لوگ اسی مقام سے گزرے، اس تعداد میں ان لوگوں کا بھی اضافہ کیا جاسکتا ہے جو اثنائے راہ اس قافلہ میں شامل ہوئے۔

☆ ☆ ☆

۱۔ تفصیل دیکھئے: غدیر کجاست ص ۵۰

غدیر کا انتخاب کیوں......؟

اس تالاب کی حساس حیثیت کی وجہ یہ ہے کہ یہاں سے تھوڑے ہی فاصلہ پر جحفہ نامی جگہ ہے جہاں سے مختلف راستے نکلتے ہیں، وہ راستہ جس نے مکہ سے غدیر تک دریا کے کنارے طے کیا ہے اور وہ جحفہ میں جا کر تقسیم ہوا ہے۔

ایک راستہ مشرق کی طرف سے مدینہ جاتا ہے، ایک راستہ شمال کی طرف سے دریا کے کنارے شام تک جاتا ہے اور ایک دوسرا راستہ مغرب کی طرف سے دریا پر منتہی ہوتا ہے تا کہ کشتی کے ذریعہ مصر اور آفریقا کے دیگر علاقوں تک جایا جاسکے۔

اگرچہ اس زمانے کے زیادہ تر مسلمان مدینہ کی طرف سے آئے تھے لیکن چوراہے سے قبل اس غدیر کا انتخاب، مستقبل میں اس راستہ کو طے کرنے والے قافلوں کے لئے ہمیشہ کے لئے اس جشن واہتمام کی یادگار رہنا مقصود تھا جو اٹھارہ ذی الحجہ کو اس مقام پر انجام دیا گیا۔

یعنی قافلے والے ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے غدیر کی زیارت کرتے تھے اور دل کی سماعتوں سے اس عظیم سرزمین کے یادگار واقعات کو سنتے تھے۔

زیر نظر کتاب کو لکھنے کا جذبہ یہیں سے پیدا ہوا کہ دل کے قدموں سے چلتے ہوئے سرزمین غدیر کا سفر کریں اور وہاں کے تالاب، چشمے، پہاڑوں اور ایک ایک ذرہ سے دس ہجری کے تین روزہ جشن واہتمام کی داستان سنیں اور اس نے چودہ سو سال میں اپنی آنکھوں سے جو کچھ دیکھا ہے اس کے متعلق اسی سے سوال کریں۔

☆ ☆ ☆

آئیے...... ہم سب غدیری ڈائری کی ورق گردانی کریں تا کہ ہم اپنے عقیدتی آثار و مظاہرات کا جائزہ لے سکیں اور ولایت علوی کے بنیادی افکار و خاطرات کو دہرائیں۔ اس

ڈائری کا مطالعہ کرتے ہوئے اس زمانے میں پہنچیں جس میں دشمنان غدیر نے اس عظیم عمارت کو مسمار کیا اور اسی کے ساتھ ساتھ ان وفادار دوستوں اور چاہنے والوں کے ہاتھوں کا بوسہ لیں جنہوں نے اس عمارت کی تعمیر نو کی اور دل و جان سے اس کی حفاظت کی کوشش کی۔ ان صاحبان قلم کی قدر دانی کریں جنہوں نے ہمارے لئے غدیری واقعات و حالات کو محفوظ کیا۔

آیئے اس سرزمین کے سلسلے میں ذمہ داری کا احساس کریں جس کے دامن میں ہمارے پیارے نبیؐ کی چودہ سو سالہ یادگار موجود ہے اور آپ نے اسی مقام پر خداوند عالم کا عظیم ترین پیغام لوگوں تک پہنچایا ہے۔

آج ہم ان تمام چیزوں کا دفاع کریں جن کا اعلان اس خوبصورت تالاب کے کنارے کیا گیا تا کہ ایک دن ہم حقیقی وارث غدیر حضرت امام زمانہ (عج) کے حکم سے سرزمین غدیر کو آباد کریں اور مختلف ولایت مدار اقوام و ملل کی موجودگی میں اس مقدس سرزمین پر عالمی جشن غدیر کا انعقاد کریں؛ **ان شاء اللہ**۔

والسلام: محمد رضا انصاری

عید غدیر خم، ۱۸/ ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ

سلام

میں سرزمین غدیر ہوں......

اپنا تعارف کرانے سے پہلے میں آپ کو غدیری ڈائری آمادہ ہونے کی خوشخبری دیتی ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ میرے نوشتہ جات کو پڑھنے کے بعد آپ کے دل میں دوسرے واقعات وخاطرات سے الگ بالکل منفرد جذبہ وشوق جلوہ گر ہوگا۔

میں آخری رسولؐ کے برحق جانشینوں کی ولایت کے اعلان کی جگہ ہوں، میں جس واقعہ کے بارے میں سوچتی ہوں، غوروفکر کرتی ہوں اس میں محمد وعلی علیہما السلام کا حسین وجمیل نام جلوہ گر رہتا ہے اور وہ ان دونوں ذوات مقدسہ کے نورانی چہرے کو زندہ کرتا ہے۔

میں اپنے خالق کا شکریہ کیسے ادا کروں کہ جس چیز کی آرزو آپ سبھی کے دل میں کروٹ لیتی ہے یعنی اعلان ولایت امیر المومنین کے جشن میں شرکت ...... یہ میرے حصہ میں آئی، ہاں! میں نے تین دنوں تک صبح سے شام تک اور رات سے سپیدی سحر تک، منافقین کی سازشوں کے ہمراہ حسین واقعات کو دیکھا اور سنا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ بھی میرے دامن میں موجود واقعات کو پڑھنے کے بعد ایام ولایت کی لذت محسوس کریں گے، اس طرح کہ تین دنوں پر مشتمل اس جشن میں اپنے آپ کو شریک محسوس کریں گے۔

☆ ☆ ☆

اب میں اپنا تعارف کراتی ہوں:.......

میرا نام ’’غدیر‘‘ ہے، میں یہ بات بے دھڑک کہہ سکتی ہوں کہ میں خداوند عالم کی خلق کردہ بہترین سرزمینوں میں سے ایک ہوں۔ میرے خوبصورت تالاب کو غدیر کہا جاتا ہے اور خم کی اضافت کی وجہ سے یہ تالاب دوسرے تالابوں سے پہچانا جاتا ہوں۔

میری سرزمین پر موجود تالاب دوسرے تالابوں کی طرح برسوں مکہ سے مدینہ تک کے راستہ کے کنارے گزرنے والوں کے لئے آرام گاہ کی حیثیت رکھتا تھا، میں اپنے چند درختوں اور تالابوں کے ذریعہ مسافروں کو سکون و آرام پہنچاتی تھی۔

میں آپ سے ان ایام کے بارے میں بتانا چاہتی ہوں جن میں ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد لوگ میری سرزمین پر آئے اور وہاں تین دنوں تک توقف کیا۔ اس دن رسول اکرمؐ نے ایک اہم بات سے پردہ اٹھایا جو تمام ادیان الٰہی کا ماحصل تھا، اسی لئے وہ ہمیشہ کے لئے محفوظ رہ گیا اور میرا نام جاوداں کر گیا۔

یہ صحیح ہے کہ میری سرزمین کے یادگار لمحات اور خاطرات تین دنوں یا اس سے کچھ زیادہ پر مشتمل ہیں لیکن میرے سینے میں چودہ صدیوں سے زیادہ کی باتیں محفوظ ہیں جنہیں آپ میرے علاوہ کسی سے بھی نہیں سنیں گے...... میں اپنے خاطرات کے ذیل میں قافلہ کا تالاب کے کنارے پہنچنا، منبر کی آمادگی اور نماز جماعت سے لے کر آیات کے نزول، رسول اکرمؐ کا عظیم خطبہ، تین روزہ بیعت کے مراسم اور ان واقعات کو بھی آپ سے بیان کروں گی جو اس واقعہ میں بظاہر حاشیہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

پھر میں دشمنوں کی دسیسہ کاریوں اور عہد شکنیوں کا بھی تجزیہ کروں گی اور ان کی باتوں اور سلوک و برتاؤ کا بھی تذکرہ کروں گی جس کا محکم جواب آسمانی پتھر سے دیا گیا اور ان کی

امیدوں پر پانی پھر گیا۔

میرے خاطرات کا سب سے حسین لمحہ دسویں ہجری میں ذی الحجہ کی تاریخ سے شروع ہوا اور بیعت کے لئے تین دنوں تک جاری وساری رہا...... جی ہاں! یہ ان بے پناہ زائرین کی موجودگی کا آغاز تھا جنہوں نے چودہ صدیوں کی طویل مدت میں میری سرزمین پر قدم رکھا تا کہ رسول اکرمؐ اور امیر المومنینؑ کے نقش پا کی زیارت کرسکیں، ان کے خاک پا کا بوسہ لے سکیں اور اس مسجد میں نماز ادا کرسکیں جو میری سرزمین پر ''غدیر'' کے نام سے قائم کی گئی ہے۔

یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ میرے ناگوار خاطرات بھی اسی دن سے شروع ہوئے......اسی دن میں نے شیطان کو دیکھا کہ وہ منافقوں سے التماس کرر ہا ہے۔ اسی دن میں نے نفاق کا چہرہ ملاحظہ کیا کہ کچھ منافقین صحیفہ پر دستخط کے ذریعہ ولایت کی نابودی کی کوشش کرر ہے ہیں۔

پھر میں نے اپنے وجود میں سقیفہ کے زہر کو محسوس کیا کہ اس کے پروردہ لوگوں نے میری مسجد کی تخریب کے لئے کچھ لوگوں کو مامور کیا۔ اگرچہ غدیریوں نے تخریب شدہ عمارت کو دوبارہ تعمیر کیا لیکن اموی وعباسی نمک خوار مجھ سے دست بردار نہیں ہوئے؛ یہاں تک کہ وہابیوں کا زمانہ آیا اور انہوں نے مجھے اپنے مضبوط شکنجوں میں جکڑ لیا۔

میں نے بہت سے واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جنہیں آپ غدیری ڈائری میں ملاحظہ کریں گے، اب میں اس ڈائری کو آپ کے سامنے کھول رہی ہوں تا کہ آپ لمحہ بہ لمحہ میرے تلخ وشیریں خاطرات کا مطالعہ کرسکیں۔

☆ ☆ ☆

مکہ کی طرف جانے والا قافلہ

ہجرت کا دسواں سال اور ذی الحجہ کی پہلی تاریخ ہے......دور، بہت دور سے ایک قافلہ کی آواز میری سماعت سے ٹکرا رہی ہے، میں نے ہمیشہ کی طرح اس مرتبہ بھی ان کے لئے سرسبز وشاداب درخت اور پانی سے بھرا ہوا تالاب آمادہ کر رکھا ہے لیکن نہ جانے کیوں......جیسے جیسے وہ قافلہ نزدیک آتا ہے یہ احساس ہوتا ہے کہ دوسرے قافلوں سے یہ قافلہ الگ ہے، دوسروں سے اس کا انداز بالکل منفرد ہے۔

میرے خدا!......اس قافلہ کے سید وسردار تو خود رسول اکرمؐ ہیں، میں اپنے آپ میں نہیں ہوں کہ رسول اکرمؐ میری خاک پر قدم رنجا فرمائیں گے، میں دعا گو ہوں کہ کاش! کچھ گھنٹے ہی سہی اس نور الٰہی کی میزبانی کی سعادت حاصل ہو جائے۔

قافلہ والوں کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مکہ جا رہے ہیں تا کہ رسول اکرمؐ کے ہمراہ پہلا حج انجام دیں۔ میں منتظر ہوں کہ امیر المومنینؑ کی زیارت کرسکوں یا ان کی دلنشین آواز سن سکوں لیکن ابھی ان کی کوئی خبر نہیں ہے۔قافلہ والوں کی باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت کچھ دنوں پہلے یمن تشریف لے گئے ہیں اور وہیں سے حج کے لئے مکہ تشریف لائیں گے۔

خدایا!......میرے دل میں شدید خواہش ہے کہ حج سے واپس آتے ہوئے پنجتن پاک یعنی رسول اکرمؐ، امیر المومنین، جناب فاطمہ، امام حسن اور امام حسین علیہم السلام حج سے واپس

آتے ہوئے ایک دن، ایک گھنٹہ یا ایک منٹ ہی سہی اس تالاب کے کنارے یا درختوں کے سایہ میں آرام فرمائیں اوران کی برکتیں میرے شامل حال ہوں۔

ستر ہزار افراد سے زائد پر مشتمل یہ قافلہ آہستہ آہستہ مجھ سے دور ہورہا ہے، میں ان کی واپسی کی راہ دیکھ رہی ہوں۔

میں جانتی ہوں کہ خداوند عالم میری یہ خواہش ضرور پوری کرے گا، میری دعا اپنی بارگاہ میں ضرور مستجاب فرمائے گا۔

☆ ☆ ☆

ماخذ:......اسرار غدیر ص ۳۷

آوازرسولؐ میری سماعت سے ٹکرارہی ہے

قافلہ گزرے ہوئے اٹھارہ روز ہو چکے ہیں اور میں ابھی تک ان کی راہ دیکھ رہی ہوں، نہیں معلوم کب تک انتظار کرنا پڑے گا۔

قافلے کا اصلی راستہ تالاب اوردرختوں سے ذرا فاصلہ پر ہے......میں اللہ سے دعا کررہی ہوں کہ کاش!وہ لوگ واپسی میں آرام کرنے کے لئے میرے پاس آئیں۔

نصف النہار کا سورج آسمان پر موجود ہے، ایسا لگتا ہے کہ آج بھی قافلہ نہیں آئے گا......لیکن اچانک دور سے قافلہ کی آواز میری سماعت سے ٹکرائی۔ ہاں! بالآخر وہ آہی گئے، میں خانۂ خدا کی زیارت کرنے والوں کی بات کررہی ہوں۔

میری آنکھیں جس مجمع کو دیکھ رہی ہیں ان کی تعداد تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار ہے......نہیں معلوم میں ان کی اچھی مہمان نوازی کر پاؤں گی یا نہیں؟ میرے پاس پانی کے ایک تالاب اور کچھ درختوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں، لیکن اس کے باوجود تھوڑی دیر استراحت کے لئے میری وسیع وادی بہت مناسب جگہ ہے۔

میں اب بھی قافلہ پہنچنے کی منتظر ہوں، میں دیکھ رہی ہوں کہ سواری پر موجود کچھ لوگ تیزی سے مجھے عبور کرکے آگے بڑھ گئے ہیں، مجھے حیرت ہے، قافلہ اصلی راستہ سے اس طرف نہیں آیا ہے، اگرایسا ہے تو پھر وہ تالاب کے کنارے رکے بغیر آگے کیوں بڑھ گئے......؟!

تھوڑی ہی دیر بعد بالآخر مجھے رسول اکرمؐ کے مبارک چہرے کی زیارت نصیب ہوئی اور ان کی دلنشین آواز سماعت سے ٹکرائی: اے لوگو! خداوند عالم کی طرف بلانے والے کی دعوت پر لبیک کہو۔ پھر میں نے آنحضرتؐ کی آواز سنی: میرے اونٹ کو یہیں پر روکو، میں اس وقت تک اس جگہ سے نہیں جاؤں گا جب تک اپنے پروردگار کے حکم کو پہنچا نہ دوں۔

میرے خدا!......آخر کیا بات ہے ... پرودگار کے حکم کا کیا مطلب ہے......آخر رسول اکرمؐ نے تئیس سال تک کون سا کام انجام دیا ہے جواب اپنی رسالت کو انجام دینا چاہتے ہیں؟! مجھے نہیں معلوم اپنے سوالوں کا جواب کس سے حاصل کروں۔

ابھی میں ان لوگوں کے بارے میں سوچ رہی ہوں جو مجھ سے آگے بڑھ گئے ہیں تبھی آنحضرت نے کچھ لوگوں کو مامور کیا کہ وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ کہیں لوگ یہاں سے متفرق نہ ہو جائیں......اسی طرح آپ نے منادی کو حکم دیا کہ سب کے درمیان اعلان کرے: ''سب لوگ یہیں پر ٹھہر جائیں، جو آگے بڑھ گئے ہیں وہ واپس آئیں اور جو پیچھے رہ گئے ہیں وہ جلدی سے خود کو یہاں پہنچائیں''۔

میری سمجھ میں آگیا کہ جو آگے بڑھ گئے ہیں وہ کون لوگ ہیں: ''منافقین''...... ہاں! وہ اس لئے آگے بڑھے تاکہ قافلہ والوں کو اپنے پیچھے پیچھے کھینچ لے جائیں......ظاہر ہے جب کچھ لوگ آگے بڑھ جائیں گے تو ان کو واپس بلانا ممکن نہ ہوگا اور اس طرح رسول اکرمؐ کا حکم نافذ نہیں ہو پائے گا۔

لیکن ذرا رسول اکرمؐ کا خاص اقدام ملاحظہ فرمائیے:......آپ نے کچھ لوگوں کو بھیجا کہ جو آگے بڑھ گئے ہیں انہیں واپس لے آئیں۔ آپ نے اس مقام پر خاص طور سے منافقین اور ان کا دم بھرنے والوں واپس لانے کا حکم دیا۔ آنحضرتؐ کا حکم ملتے ہی لوگ تیزی سے

گئے اور ان کو واپس لے آئے۔ جب واپس آئے تو آنحضرت ان دونوں کے ساتھ سختی سے پیش آئے اور باز پرس کی۔

☆ ☆ ☆

ماخذ:...... بحار الانوار ج۲۱ ص ۳۸۷، ج۳۷ ص ۱۷۳،۲۰۳،۲۰۴؛ ج۹۸ص ۲۹۸؛ عوالم العلوم ج۱۵ /۳ص ۵۰،۶۰،۷۵،۷۹،۸۰،۳۰۱؛ الغدیر ج۱ص ۲۲،۱۰؛ مدینۃ المعاجز ج۱۲۸؛ الفصول المہمہ ص۲۴،۲۵

ایک تاریخی منبر

قافلہ آہستہ آہستہ تالاب کی طرف آ رہا ہے......اچانک میری نظر رسول اکرمؐ پر پڑی، آپ نے اپنے چار باوفا اصحاب کو اپنے پاس بلایا یعنی سلمان، مقداد، ابوذر اور عمار یاسر۔ اور انہیں حکم دیا کہ پانچ بڑے درختوں کے نیچے منبر آمادہ کریں۔

منبر......منبر کس لئے؟ آخر آنحضرت کیا کرنا چاہتے ہیں، وہ منبر کیوں بنوا رہے ہیں؟ قافلہ والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ تین دنوں تک ٹھہرنے کے لئے کسی مناسب جگہ کا انتخاب کریں اور اپنے آرام کے لئے ضروری سامان مہیا کریں۔

چاروں باوفا اصحاب نے سب سے پہلے درختوں کے نیچے پڑے ہوئے کانٹوں کو صاف کیا، ناہموار پتھروں کو ہموار کیا...... پھر درختوں کے نیچے جھاڑو دیا اور وہاں پانی کا چھڑکاؤ کیا۔ کچھ دوسرے لوگوں نے ان کا ساتھ دیتے ہوئے زمین سے ملی ہوئی شاخوں کو الگ کیا......پھر ایک رسّی سے دو درختوں کی بڑی شاخوں کو باندھا اور انہیں ایک دوسرے سے نزدیک کیا۔ اس کے بعد سایہ کے لئے شاخوں کے اوپر کچھ کپڑے ڈال دیئے تا کہ خطبہ دینے کے لئے جگہ ہموار ہو سکے۔

پتھروں کو ایک کے اوپر ایک رکھ کر منبر کی ابتدائی شکل آمادہ کی گئی، اس کی بلندی رسول اکرمؐ کی قامت کے برابر تھی، پھر پتھروں کے اوپر اونٹ کے کچھ پالان رکھ دیئے اور

خوبصورتی کے لئے اسی کے اوپر کچھ کپڑے ڈال دیئے۔

دولوگوں کواس بات کے لئے تیار کیا گیا کہ کچھ شاخوں کو جن کا کاٹنا ممکن نہیں تھا، وہ انہیں اپنے ہاتھوں پر روکے رہیں تا کہ خطبہ کی جگہ بہتر طریقہ سے دیکھائی دے۔

کتنا خوبصورت اور دیدہ زیب منبر آمادہ کیا گیا ہے......نہیں معلوم حج سے واپس آنے ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ لوگوں پر مشتمل اس جم غفیر کو تپتے ہوئے صحرا میں کیا کام ہے جو ایسا خوبصورت اور انوکھا منبر تیار کیا گیا ہے۔

☆ ☆ ☆

مآخذ:...... بحار الانوار ج۲۱ ص ۳۸۷؛ ج۳۷ ص ۱۷۳،۲۰۳،۲۰۴؛ ج۹۸ ص ۲۹۸؛ عوالم العلوم ج۱۵ /۳ ص ۵۰،۶۰،۷۵،۷۹،۸۰،۳۰۱؛ احقاق الحق ج۲۱ ص۴۶

ایک لاکھ بیس ہزار لوگوں کی مہمان نوازی

بالآخر راستہ اور گرمی کی تھکن سے چور مسافر پہنچ گئے...... سبھی تالاب کے پاس آئے اور اپنے اپنے اونٹوں کو بٹھایا۔ کچھ لوگوں نے وہیں پر چادر بچھائی اور کچھ دوسروں نے آس پاس خیمے لگا لیئے، آہستہ آہستہ سبھی اپنی جگہ پر ٹھہر گئے۔

گرمی بہت زیادہ تھی...... دھوپ میں اتنی شدت تھی کہ لوگوں نے خواپنے لباس کا ایک سرا سر پر ڈال رکھا تھا اور دوسرا سرا اپنے پیروں کے نیچے دبایا ہوا تھا۔ کچھ لوگوں نے تو گرمی کی شدت کی وجہ سے اپنی عبا کو پیروں پر لپیٹ رکھا تھا۔

لوگوں کی ترتیب و تنظیم بہت عمدہ تھی، قافلہ میں اکثر وہ لوگ تھے جو شہر مکہ کی طرف جاتے تھے اور اب وہ اپنے شہروں کی طرف واپس ہو رہے تھے...... پانچ ہزار مکہ کے لوگ بھی تھے جو رسول اکرمؐ کے ہمراہ یہاں تک آئے تھے۔ یمن سے بارہ ہزار لوگ آئے تھے، کچھ کفار و مشرکین بھی آئے تھے تا کہ یہ دیکھیں کہ کیا ہونے والا ہے، جس سے ایک بات معلوم ہوتی ہے کہ غدیر میں ہونے والے واقعہ کی خبر پہلے ہی دی جا چکی ہے۔ بعض لوگوں کے بقول: رسول اکرمؐ نے مناسک حج کے بعد بلال کو حکم دیا کہ لوگوں کے درمیان اعلان کر دیں: کل یعنی پندرہ ذی الحجہ کو سبھی غدیر خم کی طرف روانہ ہو جائیں۔

واقعاً کون سا اہم واقعہ رونما ہونے والا ہے کہ اہل یمن اپنے معینہ راستہ کو چھوڑ کر یہاں

تک آئے ہیں یا مکہ کے رہنے والے اپنا گھر اور اہل وعیال کو چھوڑ کر قافلہ والوں کے ساتھ آئے ہیں۔

میں دوسری طرف دیکھ رہی ہوں ...... جہاں رسول اکرمؐ اور ان کے اہل بیتؑ اپنے اپنے خیموں میں موجود ہیں۔ اہل بیتؑ رسول کو ایک ساتھ دیکھ کر کتنی خوشی محسوس ہو رہی ہے یعنی رسول اکرمؐ، امیر المومنینؑ، حضرت زہرا سلام اللہ علیہا جن کے شکم میں حضرت محسن ہیں، امام حسن اور امام حسین علیہما السلام۔

دوسری طرف منافقین کا گروہ ہے جو زہر آلود نگاہ اور شیطانی افکار کے ساتھ اپنی سازشوں کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ رکھتے ہیں، کاش! وہ کبھی بھی سازشوں کو عملی جامہ پہنانے میں کامیابی سے ہمکنار نہ ہوں۔

☆ ☆ ☆

ماخذ:......واقعہ قرآنی غدیر ص ۲۷

منبر رسولؐ کا مذاق

ظہر سے تھوڑی دیر پہلے منبر کی تعمیر کا کام مکمل ہوا جو یقیناً قابل تعریف ہے۔ لیکن وہی منافقین جو آگے بڑھ گئے تھے اور انہیں واپس بلایا گیا تھا، وہ اتنے عظیم اور منفرد منبر کو برداشت نہیں کر پا رہے تھے، ان میں سے ایک نے مضحکہ خیز انداز میں کہا جسے سبھی نے سنا:

وہ تو تھوڑی ہی دیر بعد یہاں سے جانے والے ہیں، آخر کس لئے اس جگہ کو صاف کیا گیا ہے؟ مجھے ایسا لگتا ہے کہ ان کے پاس کوئی خطرناک اور مصیبت آمیز خبر ہے۔

غصہ سے میرا برا حال تھا، کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کروں ...... اے کاش! مجھے اجازت ہوتی کہ ان ذلیل و پست افراد کو اپنے اندر دھنسا لیتی اور دنیا کو ان کے منحوس وجود سے پاک کر دیتی۔

انہوں نے لوگوں کے درمیان افواہ پھیلا دی ہے اور یہ مشہور کر دیا ہے کہ اگر یہ مراسم انجام دیئے گئے تو پھر واپسی کا راستہ مفقود ہو جائے گا۔

چنانچہ انہوں نے اپنے ایک آدمی کو رسول اکرمؐ کی خدمت میں بھیجا اور یہ پیشکش کی کہ حضرت علیؑ کی ولایت میں کسی اور کو بھی شریک قرار دیں تا کہ لوگ ان کی باتوں کو سن سکیں۔ یہ سبھی امیر المومنینؑ کی ولایت کے اعلان سے ہراساں تھے اسی لئے اس طرح ہاتھ پیر مار رہے تھے۔

لیکن رسول اکرمؐ نے منافقین کی حرکتوں کے مدمقابل کسی ردعمل کا مظاہرہ نہیں فرمایا اور ان کا کوئی جواب نہیں دیا۔

☆ ☆ ☆

مآخذ:...... بحار الانوار ج۲۳ ص ۳۶۲؛ ج۳۶ ص ۱۵۲؛ ج۳۷ ص ۱۱۹، ۱۴۰، ۱۵۲؛ عوالم العلوم ج ۱۵ /۳ ص ۲۹۹ ۔ ۳۰۱۔

انوکھی نماز جماعت

''اللہ اکبر''...... بلال کی آواز کس قدر دلنشین ہے...... اے کاش! یہ قافلہ ہمیشہ کے لئے اس سرزمین پر رک جاتا اور بلال کی آواز اس صحرا میں میری مونس و غمخوار ہوتی۔

لوگ بلال کی آواز سن کر اپنے خیموں اور آرام گاہوں سے باہر آئے، وضو کیا اور نماز جماعت کے لئے جمع ہو گئے...... قبلہ کی طرف درخت ہونے کی وجہ سے سبھی اسی طرف رخ کر کے کھڑے ہو رہے تھے حالانکہ امام جماعت کی جگہ منبر کے پاس درختوں کے نیچے تھی۔

بلال نے اذان کے بعد بلند آواز سے کہا: سبھی نماز جماعت اور مراسم کے لئے اس جگہ جمع ہو جائیں، سبھی لوگوں نے قبلہ کی طرف رخ کر کے صفوں کو مرتب کر لیا، عورتیں بھی مخصوص جگہ پر آ گئیں جہاں سے وہ منبر کو بھی دیکھ سکتی تھیں۔

کتنی انوکھی نماز جماعت تھی! بالکل منفرد...... دنیا میں کہیں بھی ایسی نماز جماعت نہیں ہوئی ہوگی، جب سبھی تیار ہو گئے تو رسول اکرمؐ اپنے خیمے سے باہر آئے اور درختوں کے نیچے منبر کے پاس کھڑے ہو گئے۔ پھر ایک لاکھ بیس ہزار لوگوں پر مشتمل ایک عظیم اور انوکھی نماز پڑھی گئی...... کاش! آپ بھی ہوتے اور اس منظر کا مشاہدہ کرتے جو تاریخ میں صرف ایک ہی مرتبہ وقوع پذیر ہوا اور ہمیشہ کے لئے میرے افتخار کا موجب قرار پایا۔

ماخذ:...... بحار الانوار ج ۲۱ ص ۳۸۷؛ ج ۳۷ ص ۲۰۹؛ اثبات الہداۃ ج ۲ ص ۲۶۷؛ احقاق الحق ج ۲۱ ص ۵۳

خطبہ کا آغاز

نماز کے بعد رسول اکرمؐ منبر کی طرف آئے...... بلال نے پہلے ہی اعلان کر دیا تھا کہ نماز کے بعد رسول اکرمؐ خطبہ ارشاد فرمائیں گے، اب سبھی خطبہ کے آغاز کے منتظر تھے۔

اس خطبہ اور مراسم کے عجائبات ایک یا دو نہیں تھے، میں آپ سے بیان کروں گی...رسولؐ منبر کے آخری سرے تک تشریف لے گئے اور بلندی پر کھڑے ہو گئے، پھر امیر المومنینؑ کو بلا کر حکم دیا کہ منبر پر آئیں اور دائیں طرف کھڑے ہو جائیں۔

حضرت امیر حکم رسولؐ کی تعمیل میں اوپر تشریف لے گئے اور رسولؐ سے ایک زینہ نیچے کھڑے ہو گئے، آنحضرتؐ نے ان کے شانہ پر ہاتھ رکھا۔

عجیب حیرت انگیز اور پر شکوہ منظر تھا......ایک منبر پر دو افراد ایک زینہ کے فاصلہ سے اور انہیں کے سامنے ایک لاکھ بیس ہزار کا مجمع...... کاش! آپ دیکھتے کہ منافقین حسرت و یاس سے کس طرح پیچ و تاب کھا رہے تھے۔

رسولؐ نے دائیں بائیں مجمع پر ایک نظر ڈالی اور انتظار کرنے لگے کہ نماز کے بعد لوگ ایک دوسرے سے قریب آجائیں اور پوری طرح خاموش رہ کر خطبہ سننے کے لئے تیار ہو جائیں۔

☆ ☆ ☆

ماخذ:......بحار الانوار ج۲۱ص ۳۸۷، ج ۳۷ص ۳۰۹؛ عوالم العلوم ج ۱۵/۳ص ۴۴، ۹۷، ۳۰۱، ۳۰۲

جشن کے آغاز میں سازش

رسول اکرمؐ اور امیر المومنینؑ فراز منبر پر موجود ہیں اور لوگ منبر کے سامنے بیٹھے ہوئے خطبہ کے آغاز کا انتظار کر رہے ہیں لیکن منافقین کی حرکتوں نے مجھے پریشان کر دیا ہے، وہ پہلی صف میں بیٹھے ہیں اور اپنے ذہنوں میں پلاننگ کر رہے ہیں۔

میرے خدا!...... یہ چاہتے ہیں کہ خطبہ کے ابتدائی مرحلے میں اپنی جگہ سے اٹھ کر ادھر ادھر ہو جائیں تاکہ بزم ولایت درہم برہم ہو جائے...... یہ کتنے بے حیا ہیں، اللہ کے رسولؐ کی بارگاہ میں ایسی جسارت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

اضطراب نے مجھے اپنی لپیٹ میں لے لیا...... میں بہت پریشان تھی، میں کر بھی کیا سکتی تھی میرے بس میں کچھ نہیں تھا...... خدا کرے یہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوں لیکن! اچانک کچھ لوگ منظّم مجمع کے درمیان منبر کے بالکل سامنے سے اٹھے اور دائیں بائیں منتشر ہو گئے یہ منظر انتہائی غیر اخلاقی اور غیر مہذب عمل تھا۔

رسول اکرمؐ نے تھوڑی دیر انہیں دیکھا اور انتظار کرتے رہے کہ وہ خود ہی اس قبیح عمل سے دست بردار ہو جائیں لیکن جب آپ نے سازش کے خطرات محسوس کئے تو امیر المومنینؑ کو حکم دیا کہ منبر کے نیچے جا کر لوگوں کے تفرقہ و انتشار کا سدّ باب کریں اور انہیں ان کی جگہ پر واپس بیٹھائیں اور بزم کو دوبارہ منظّم کریں۔

میں پرسکون ہوگئی...... یہ سازش بھی رسالت مآبؐ کی فراست سے خاک میں مل گئی کیونکہ سازش کرنے والے دوبارہ منبر کے سامنے بیٹھ گئے اور امیر المومنینؑ فراز منبر پر تشریف لے گئے۔

جب بزم آراستہ ہوگئی تو رسول اکرمؐ نے خطبہ شروع کرنے سے قبل فرمایا:

''اے لوگو! میں اس بات سے ناراض ہوں کہ تم نے سرپیچی کی اور مجھ سے دور ہوئے، تمہارے عمل سے ایسا لگا کہ حتی وہ درخت جو میرے قریب ہے وہ تمہاری نظر میں دیگر تمام درختوں سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔ لیکن جان لو کہ خداوند عالم نے علی بن ابی طالبؑ کو میرے لئے اسی طرح قرار دیا ہے جس طرح میں خدا کے نزدیک ہوں، خداوند عالم اس سے راضی ہے بالکل اسی طرح جیسے وہ مجھ سے راضی ہے کیونکہ اس نے کسی بھی چیز کو میرے اوپر اور میری محبت کے اوپر ترجیح و برتری نہیں دی ہے''۔

میں نے دیکھا کہ اپنی جگہ پر واپس آنے والے فریب خوردہ لوگ گریہ کرتے ہوئے معذرت طلب کررہے ہیں لیکن منافقین اب بھی دوسری سازش کے فراق میں ہیں۔

لائق توجہ بات یہ ہے کہ بعض لوگ اپنے قبیح عمل کی معذرت طلب کرتے ہوئے کہہ رہے تھے: یارسول اللہ! ہم اس لئے دور ہوئے تا کہ ہماری وجہ سے آپ کو زحمت نہ ہو اور اذیت میں مبتلا نہ ہوں، ہم رسول کی ناراضگی سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔

رسول اکرمؐ نے بھی ان کی معذرت کو قبول کیا تا کہ خطبہ کی ترتیب اور اس کا نظم وضبط محفوظ رہے اور اعلان ولایت کا عظیم جشن پوری شان وشوکت کے ساتھ منعقد ہو سکے۔

☆ ☆ ☆

ماٰخذ:......بحار الانوار ج ۳۷ص ۱۳۳۔۱۳۴؛عوالم العلوم ج ۱۵/۳ص ۱۹۹۔۳۰۱

کائنات کا حیرت انگیز خطبہ

جب میں ان حالات و واقعات کو اپنی یادداشت کی سطح پر لاتی ہوں تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ میری سرزمین پر کتنا عظیم اور پرشکوہ اجتماع ہوا تھا: ایک طرف پانچ معصوم ذوات مقدسہ یعنی رسول اکرمؐ، امیر المومنین، حضرت فاطمہ، امام حسن اور امام حسین علیہم السلام...... دوسری طرف ایک لاکھ بیس ہزار مسلمان بعض کفار و مشرکین کے ہمراہ۔

ایک عجیب سی خاموشی پورے صحرا پر چھائی ہوئی تھی...... صرف رسول اکرمؐ کی دلنشین آواز سنائی دے رہی تھی جو انتہائی عظیم پیغام الٰہی کو فصیح ترین زبان میں بیان فرما رہے تھے۔

آنحضرت کے ابتدائی الفاظ کتنے خوبصورت اور دلنشین تھے...... آپ نے حمد وثنائے الٰہی سے اپنے خطبہ کا آغاز فرمایا: **الحمد لله الذی علا فی توحده و دنا فی تفرده و جل فی سلطانه و عظم فی ارکانه......**

آنحضرتؐ کے خطبہ کا آغاز حمد وثنائے الٰہی سے ہوا، آپ نے قرآنی آیات کے الہام کے ذریعہ خداوند عالم کی بہترین توصیف و تعریف فرمائی۔

آنحضرتؐ نے حمد وثنائے الٰہی کے بعد اس بات کی تصریح فرمائی کہ مجھے علی بن ابی طالبؑ کے متعلق اہم ترین حکم کے ابلاغ کا حکم دیا گیا ہے اور اگر میں نے یہ پیغام نہیں پہنچایا تو گویا کسی بھی رسالت الٰہیہ کو نہیں پہنچایا، میں اس کے عذاب سے خوف زدہ ہوں، خدا نے مجھے

لوگوں کے شر سے محفوظ رکھنے کی ضمانت دی ہے۔ پھر آپ نے آیۂ تبلیغ کو بطور دلیل پیش کرتے ہوئے فرمایا:

﴿یاأَیُّھا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہُ وَاللہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ﴾ ''اے رسولؐ! جو کچھ آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے اسے پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو گویا آپ نے اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا''۔(۱)

پھر آپ نے ابلاغ ولایت کے سلسلے میں اس عظیم آیت کے نزول کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: جبرئیل امین تین مرتبہ مجھ پر نازل ہوئے اور انہوں نے خداوند عالم کی طرف سے مجھے مامور کیا کہ علیؑ کی خلافت و وصایت کا ہر سیاہ و سفید کے درمیان اعلان کردوں۔ پھر آپ نے اعلان ولایت کے پس منظر میں موجود سابقہ فضائل کو بیان کرتے ہوئے حالت رکوع میں امیرالمومنین کے انگوٹھی دینے سے مربوط آیت کی تلاوت فرمائی:

﴿إِنَّمَا وَلِیُّکُمْ اللہُ وَرَسُولُہُ وَالَّذِینَ آمَنُوا الَّذِینَ یُقِیمُونَ الصَّلاۃَ وَیُؤْتُونَ الزَّکَاۃَ وَھُمْ رَاکِعُونَ﴾ ''تمہارا ولی تو صرف اللہ اور اس کا رسول اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکات دیتے ہیں''۔(۲)

اچانک میرے ذہن میں ایک سوال آیا کہ خداوند عالم نے اپنے رسولؐ سے ﴿وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہ﴾ کیوں فرمایا؟ کیا اس بات کا بھی امکان ہے کہ آنحضرتؐ امر الٰہی کے ابلاغ میں کوتاہی کریں گے؟ اس کے علاوہ ایک سوال یہ بھی درپیش ہے کہ خدا نے

۱۔ مائدہ/۶۷

۲۔ مائدہ/۵۵

آنحضرتؐ سے تحفظ کا وعدہ کیوں کیا......؟!

ابھی میں اپنے سوالات میں الجھی ہی تھی کہ اسی وقت آنحضرتؐ نے میری ذہنی الجھنوں کو دور کرتے ہوئے فرمایا:

''میرے اوپر جو کچھ نازل ہوا ہے میں نے اس کے ابلاغ میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے، آیت میں ﴿ وَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَه ﴾ رکھنے کی وجہ منافقین کی عہد شکنی ہے کہ جن سے تحفظ کی خداوند عالم نے ضمانت لی ہے''۔

رسول اکرمؐ کے ان کلمات سے میں سمجھ گئی کہ حالات کتنے خراب ہیں......اگر خداوند عالم نے ان کے فتنوں سے تحفظ کا وعدہ نہیں کیا ہوتا تو ایسے پرشکوہ مراسم کا مکمل ہونا ممکن نہیں تھا۔ خداوند عالم کی ضمانت رسولؐ کے لئے اتنی لذت بخش تھی کہ آپ نے دوبارہ آیت کی تلاوت فرمائی اور لوگوں کو خطبہ کے اصلی پیغام کے لئے آمادہ کیا۔

☆ ☆ ☆

ماٰخذ:......اسرار غدیر ص ۱۳۳۔۱۹۰

بارہ اماموں کی امامت کا اعلان

خطبہ رسول کے وقت بزم غدیر کا عجیب سماں تھا ...... ایک طرف لوگ حساس حالات و شرائط کی طرف متوجہ ہوئے تو دوسری طرف منافقین نے اپنے ہاتھ پیر سمیٹ لئے۔

سبھی اپنے پورے وجود سے آنخضرتؐ کے ارشاد کو سن رہے تھے، اسی وقت میں نے سنا کہ آنخضرتؐ نے اساسی نکتہ کو بیان فرمایا یعنی ''تمام انسانوں پر امام معصوم کی اطاعت کا وجوب''۔ میں نے آنخضرتؐ کو یہ کہتے ہوئے سنا:

''ہر دیہاتی و شہری، ہر عرب و عجم، ہر آزاد و غلام، ہر چھوٹے بڑے اور ہر سیاہ و سفید پر اس کی اطاعت واجب ہے اور جو بھی اس کی مخالفت کرے وہ ملعون ہے''۔

پھر آپ نے ایک دوسرا اہم نکتہ بیان کیا کہ لوگوں پر صاحب اختیار ہونے کا سرا خدا سے رسول تک اور رسول سے اماموں تک منتقل ہوا۔ پھر آنخضرتؐ نے نتیجہ حاصل کیا کہ یہ جو بھی حلال و حرام بیان کریں وہ حکم خدا ہے؛ آنخضرتؐ کے مطابق علم الٰہی کا دریا ان کے بارہ جانشینوں کے وجود میں موجزن ہے۔ پھر آپ نے ایک ایک کر کے حضرت علیؑ کے فضائل کو گنانا شروع کیا اور اس بات کا تذکرہ فرمایا کہ امامت ایک الٰہی امر ہے، اس کا انکار ناقابل معافی ہے اور اس میں شک و شبہ آتش جہنم کے مترادف ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے حضرت علیؑ کی مخالفت کو روز قیامت کی حسرت سے تعبیر فرمایا۔

حوالجات کے لئے صفحہ ۱۴۱ کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت علیؑ، دست رسولؐ پر

خطبہ اپنے کمال پر پہنچ رہا تھا اور سبھی منتظر تھے کہ آنحضرتؐ نے امیر المومنینؑ کا اس طرح تعارف کیوں کرایا...... وہ خطبہ کی ابتدا سے لے کر اب تک منبر کے دوسرے زینے پر کیوں کھڑے ہیں۔ آنحضرتؐ نے معانی قرآن کو سمجھنے کی سفارش کے ساتھ فرمایا:

> کوئی شخص قرآن کے باطن و تفسیر کو بیان نہیں کر سکتا سوائے اس شخص کے جس کا ہاتھ میں ابھی اوپر اٹھانے والا ہوں، اس کے بازو کو پکڑ کر اور ہاتھوں کو بلند کر کے تمہیں سمجھانا چاہتا ہوں کہ جس کے اوپر میں اختیار رکھتا ہوں یہ علی بھی اس کے اوپر اختیار رکھتا ہے، اس کی ولایت خداوند عالم کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

ان جملوں سے میری سمجھ میں آیا کہ رسول اکرمؐ فراز منبر سے کوئی خاص کام انجام دینا چاہتے ہیں......لوگوں کی متعجب نگاہوں سے بھی واضح ہو رہا تھا کہ وہ کسی غیر متوقع واقعہ کے منتظر ہیں، وہ حضرت علیؑ کے بازوؤں کو کیسے پکڑیں گے اور انہیں کیسے اوپر اٹھائیں گے؟ آخر اس کام سے ان کا مقصد کیا ہے......؟!

پھر آپ نے ثقلین کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا: ایک قرآن اور دوسرے معصوم امام ہیں، یہ دونوں کبھی ایک دوسرے جدا نہیں ہوں گے۔ پھر تصریح فرمائی کہ لقب امیر المومنین علیؑ سے مخصوص ہے، اس کے علاوہ کسی کے لئے بھی یہ لقب جائز نہیں۔

سبھی خاموش تھے...... بالکل خاموش......ایک لاکھ بیس ہزار لوگوں کی نگاہیں رسولؐ کے مبارک لبوں پر ٹکی ہوئی تھیں۔آنحضرتؐ نے ان حساس لمحات میں اپنے ہاتھوں سے امیر المومنینؑ کے بازووں کو پکڑا اور ایک ہی لمحے میں انہیں اتنا بلند کیا کہ علیؑ کے پاوں کے تلوے رسول کے زانو تک پہنچ گئے۔

حیرت انگیز نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ یہ کیسا منظر ہے؟!وہ پہلی مرتبہ دیکھ رہی تھیں !! آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو اپنے ہاتھوں پر لئے ہوئے ایک معنی دار سوال کیا: بتاؤ تمہارے نفسوں پر تم سے زیادہ با اختیار کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: خدا اور اس کے رسول۔ یہ سن کر فرمایا:

الا فمن کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ وانصر من نصرہ و اخذل من خذلہ

''آگاہ ہو جاو کہ جس کے نفس پر خود اس سے زیادہ با اختیار ہوں یہ علیؑ بھی اس کے نفس پر اس سے زیادہ با اختیار ہے۔خدایا! اس شخص کو دوست رکھ جو علیؑ سے دوستی کرے،اس کو دشمن قرار دے جو علی سے دشمنی کرے،اس کی نصرت کر جو علی کی نصرت کرے اور اسے ذلیل وخوار کر جو علی کو ذلیل وخوار کرنے کی کوشش کرے''۔

ان جملوں کے بعد آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو اپنے ہاتھوں سے نیچے اتارا اور اپنا خطبہ جاری رکھا......ذرا سوچیے......کتنا اہم کام تھا،اس پیغام الٰہی کو اس طرح پہنچایا گیا تھا کہ اس واقعہ کو سننے والے بھی اسے فراموش نہ کر پائیں۔

آنحضرتؐ نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے لوگوں کو اس بات کی طرف متوجہ فرمایا کہ علیؑ قرآن پر خدا کے امین،اس کے مفاہیم و معارف کے عالم اور اس کے اوامر و نواہی کی طرف

دعوت دینے والے ہیں، ان کے پاس اس کا علم ہے اور وہ قرآن کریم کے ذریعہ دعوت دیتے ہیں۔

یہاں میں نے رسول اکرمؐ سے سنا کہ آپ نے حضرت علیؑ کو ناکثین، قاسطین اور مارقین کا قاتل بتایا، واضح سی بات ہے کہ آپ کی نظر میں خاص تین گروہ تھے جن سے امیر المومنین جنگ کرنے والے تھے۔

☆ ☆ ☆

حوالجات کی تفصیل کے لئے ص ۴۱ کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیے۔

آیۂ اکمال کا نزول

﴿یَاأَیُّھَا الرَّسُول ﴾...... کے حکم سے ایک عظیم ابلاغ واعلان کی عظمت واہمیت ہر طرف چھائی ہوئی تھی، اچانک رسول اکرمؐ نے ایسی بات بیان فرمائی جس سے خداوندعالم کے لطف وکرم کی خوشبوآرہی تھی؛ آنحضرت نے فرمایا:

''خدایا! تو نے اس مطلب کے ابلاغ کے بعداوراس دن علیؑ کومنصوب کرنے کی وجہ سے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی: ﴿ الْیَوْمَ أَکْمَلْتُ لَکُمْ دِینَکُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِی وَرَضِیتُ لَکُمْ الْإِسْلاَمَ دِینًا﴾ ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کوبطور دین پسند کرلیا''۔(۱)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ کے دوران اورٹھیک اس وقت جب حضرت علیؑ کو دنیا والوں کے سامنے پہچنوا رہے تھے، جبرئیل امین نازل ہوئے اوراعلان ولایت کے سلسلے میں رضایت الٰہی کی سند سے مربوط آیت کی تلاوت کی۔

میں نے دوسری مرتبہ آیت کی تکرار کی اورمحسوس کیا کہ کیسی عظیم آیت ہے جس میں ائمہ معصومینؑ کی ولایت کو ابدی اور دائمی قرار دیا گیاہے اور خدا نے دین کے کمال واکمال کا

۱۔ مائدہ/۳

اعلان، ولایت کے ہمراہ کیا ہے۔

جس خدا نے اپنے بندوں کو تمام نعمتوں سے نہال فرمایا ہے اسی نے تمام نعمتوں کا سرچشمہ ولایت کو قرار دیتے ہوئے دین اسلام سے اپنی رضایت کا اعلان ولایت کی شرط پر کیا ہے۔

میں نے ﴿وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ کے متعلق غور و فکر کیا...... تو محسوس ہوا کہ رسول اکرمؐ نے دو آیتوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ضمیمہ کیا ہے: ایک آیہ مبارکہ: ﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللهِ الْإِسْلَامَ﴾ (۱) تمام انبیائے الٰہی کا دین اسلام ہے اور دوسری آیہ مبارکہ ﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ﴾ (۲) ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی نظر میں اسلام کے علاوہ کوئی بھی دین قابل قبول نہیں۔

پھر میں نے جمع بندی کرتے ہوئے نتیجہ حاصل کیا کہ دین صرف اسلام ہے اور اس کے علاوہ کوئی بھی دین قابل قبول نہیں اور وہ بھی ولایت کے بغیر کامل و متقبول نہیں۔

ایسا لگتا ہے کہ کہ آیۂ اکمال خاص اہمیت کی حامل تھی کیونکہ میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ نے صرف اتنے ہی پر اکتفا نہیں کی بلکہ آپ نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے فرمایا: خداوند عالم نے تمہارے دین کو اس کی امامت کے ذریعہ کامل کیا۔ پھر آپ نے بارہ معصوم اماموں کی امامت کے انکار کو اعمال کے سقوط اور جہنم میں ہمیشہ رہنے کے مترادف قرار دیا۔

☆ ☆ ☆

۱۔ آل عمران/ ۵۰

۲۔ آل عمران/ ۵۸

اس عنوان کے حوالجات کے لئے صفحہ ۴۱ کا حاشیہ ملاحظہ کریں۔

صحیفہ اور دشمنانِ ولایت

ایک لاکھ بیس ہزار لوگ رسول اکرمؐ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ کو بھرپور اشتیاق اور محویت سے سن رہے تھے، آنحضرتؐ کی حتمی اور پرزور آواز دلوں کی سماعت میں گونج رہی تھی پھر اچانک آپ کا لہجہ بدل گیا اور آپ نے حضرت آدمؑ کے ساتھ ابلیس کی دسیسہ کاریوں کا تذکرہ فرمایا۔

میں نے اندازہ لگایا کہ آپ نے ایک خاص مقصد کے تحت یہ بیان فرمایا ہے، آنحضرتؐ چاہتے ہیں کہ ولایت کے سلسلے میں لوگوں کی ایک دوسری ذمہ داری سے باخبر کریں... میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا:

> شیطان نے حسد میں جناب آدمؑ کو جنت سے نکلوایا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی علیؑ سے حسد کرنے لگو جس کی وجہ سے تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہارے قدم لغزش کے شکار ہو جائیں۔ جناب آدم ایک گناہ کی وجہ سے زمین پر بھیج دیئے گئے حالانکہ وہ خداوند عالم کے منتخب تھے، ایسی صورت میں تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ تم، تم ہو اور تمہارے درمیان خداوند عالم کے دشمن ہیں۔

پھر آپ نے سعادت و شقاوت کے مسئلہ کو حضرت علیؑ کی دوستی و دشمنی سے مربوط قرار دیتے ہوئے سورۂ عصر کی تلاوت فرمائی اور انسانوں کے نقصانات کا تذکرہ فرمایا۔

رسول اکرمؐ نے اس مقام پر بعض منافقوں کی جانب اشارہ فرمایا اور اصحاب سبت سے

ان کی شباہت کو بیان کیا جو دین کا نقاب اوڑھ کر خدا سے برسر پیکار ہوئے اور خداوند عالم نے انہیں بندر کی شکل میں مسخ کر دیا۔(۱)

اس کے بعد آنحضرتؐ نے ایک انتہائی قیمتی جملہ ارشاد فرمایا:

جو شخص عمل کرے گا تو اس کا حساب علی کی بہ نسبت اس کے دل میں موجود محبت و دشمنی سے کیا جائے گا۔

پھر آپ نے مسئلہ اتمام حجت کو بیان کیا اور معاندین ومخالفین، خائنین و ظالمین نیز غاصبوں اور گناہگاروں پر ائمہ معصومینؑ کے حجت ہونے کو پیش کیا۔

آنحضرتؐ کا لہجہ بہ لحمہ حساس ہوتا جارہا تھا جس سے معلوم ہو رہا تھا کہ آپ کو تشویش ہے؛ آپ نے اپنی تشویش کا تذکرہ آیہ مبارکہ کی تلاوت کے ذریعہ کیا:

﴿أَفَإِيْن مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ﴾ ''اگر محمدؐ وفات پا جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنے گزشتہ عہد کی طرف پلٹ جاؤ گے''۔(۲)

مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے رسول اکرمؐ لوگوں کو مستقبل کی احتمالی سازشوں کی جانب متوجہ کر رہے ہیں، حتیٰ آپ نے یہ احتمال بھی بیان کیا کہ مسلمان، اسلام کو چھوڑ کر جاہلیت کی طرف پلٹ جائیں گے۔

آنحضرت کے بعد کے جملوں سے معلوم ہوا کہ جشن غدیر کے پس پردہ انتہائی خطرناک اور حساس سازش کارفرما ہے؛ آپ نے فرمایا:

عنقریب میرے بعد ایسے امام آئیں گے جو جہنم کی طرف بلائیں گے، قیامت کے دن

۱۔اصحاب سبت کی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: بقرہ/۶۵؛ نساء/۴۷، ۱۵۴؛ اعراف/۱۶۳؛ نحل/۱۲۴

۲۔آل عمران/۱۴۴

ان کی مدد نہیں کی جائے گی ، میں اور میرا خدا اور میں بھی ان سے بیزار ہوں ، یہ سبھی اور ان کے ماننے والے جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے۔

کیا واقعاً بارہ معصوم رہبروں کے مد مقابل ایسے رہبر آئیں گے جو مسلمانوں کو جہنم کی دعوت دیں گے؟ ایسی صورت میں رسول اکرمؐ کی تئیس سالہ زحمت کا کیا ہوگا؟ یعنی کیا واقعاً مسلمان اس طرح بے وفائی کا مظاہرہ کریں گے......؟ یہ تصور بھی میرے لئے سوہان روح سے کم نہیں۔

ابھی میں یہی سوچ رہی تھی کہ ایک خاص لفظ نے پوری طرح مجھے اپنی طرف متوجہ کیا، آنحضرتؐ نے ''صحیفہ'' کا نام لیا اور تاکید کی کہ ائمہ ضلالت ''اصحاب صحیفہ'' ہیں۔

لوگوں کے چہروں سے معلوم ہو رہا تھا کہ لفظ ''صحیفہ'' سے وہ بھی سکتہ میں ہیں اور اس لفظ سے رسول اکرمؐ کی مراد کو سمجھنے سے قاصر ہیں...کیسا صحیفہ......؟ کون سا نوشتہ......؟ کیسی قرار داد......؟ کیا امیر المومنین کی ولایت کی مخالفت میں کسی عہد نامہ پر دستخط ہوا ہے......؟ کیا سازش اس حد تک آگے بڑھ چکی ہے......؟

میں نے بعد میں سنا کہ مناسک حج کے بعد پانچ لوگوں نے مکہ میں ولایت کی مخالفت میں ایک عہد نامہ پر دستخط کیا کہ اگر محمد اس دنیا سے چلے گئے یا مارے گئے تو ہم ان کی خلافت و جانشینی کو ان کے اہل بیت میں جانے نہیں دیں گے۔ وہ پانچ افراد منافقین کے سرکردہ افراد تھے۔اس اشارہ کے بعد رسول اکرمؐ نے صراحت کے ساتھ فرمایا:

عنقریب میرے بعد امامت کو بادشاہت کے عنوان سے پیش کیا جائے یا ظلم و جور سے چھین لیا جائے گا، خداوند عالم غاصبوں اور ظالموں پر لعنت کرے۔

جی ہاں ! آنحضرت کی ان باتوں سے معلوم ہو رہا تھا کہ اسلام و اہل اسلام کو خطرہ لاحق

ہے اور رسول کی حیات ہی میں وحشت ناک سازشوں کی امید ہے۔

☆ ☆ ☆

ماخذ:......بحار الانوار ج۲۴ ص ۳۱۹، ج۲۸ ص ۸۵، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۵، ۱۱۶، ۱۲۳، ۱۲۵، ۲۷۴؛ ج۳۰ ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۲۸ ج۳۱ ص ۶۱۰ ج۳۶ ص ۱۵۳؛ اصول کافی ج۱ ص ۴۲۰، مثالب ابن شہر آشوب (خطی نسخہ) ص۹۲، ۹۳ نیز صفحہ.... کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیے۔

سورۂ حمد اور حضرت علیؑ کا راستہ

خطبہ کی کشش نے دلوں کو اپنی گرفت میں لے رکھا تھا......کلام رسولؐ کے اتار چڑھاؤ سے سبھی مبہوت تھے، وہ کلام ہر لحہ ایک جدید مرحلہ میں داخل ہورہا تھا، لوگ بھرپور اشتیاق سے سماعت کررہے تھے۔

سورۂ حمد کی تلاوت کی آواز نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا، آنحضرتؐ نے اس سورہ کی تلاوت کی جسے ہر مسلمان اپنی نماز پنجگانہ میں پڑھتا ہے۔

ایسے حساس موقع پر اس سورہ کی تلاوت کا مقصد کیا تھا؟ میں نے اپنے سوال کا جواب آنحضرتؐ کے کلام سے دریافت کیا جب آپ نے صراط مستقیم کے سلسلے میں تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

> ''میں خداوند عالم کا صراط مستقیم ہوں، تمھیں اس کی پیروی کا حکم دیا گیا، میرے بعد علیؑ اور پھر اس کی نسل سے آنے والے میرے فرزندوں کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے جو ائمہ ہدایت ہیں''۔

درحقیقت رسول اکرمؐ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ لوگ جس صراط مستقیم کی ہر نماز میں خدا سے دعا کرتے ہیں وہ راہ ولایت ہے جس کا آغاز رسول سے ہوا، ان سے حضرت علیؑ تک پہنچا اور پھر بارہ اماموں تک جاری وساری رہے گا، جیسا کہ سورہ حمد میں ﴿ مــغــضــوب

علیھم سے دشمنان ولایت اور ضالین سے اہل بیت سے گمراہ لوگ مراد ہیں۔

پھر رسول اکرمؐ نے ائمہ معصومین علیہم السلام کو اصل و اساس قرار دیتے ہوئے ان کے دوستوں اور دشمنوں کو پہچنوایا اور قرآنی آیات سے استناد کرتے ہوئے ان کے اوصاف کو بیان کیا۔

اہل بیتؑ کے دوستوں اور چاہنے والوں کے اوصاف کے ذیل میں ان کو ایسے مومنین کی حیثیت سے پہچنوایا گیا جن کے قلوب میں ایمان گھر کر چکا ہے، ان میں شک وتردید کی کوئی گنجائش نہیں، وہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو ظلم وستم سے آلودہ نہیں کرتے۔

آپ نے اہل بیتؑ کے دوستوں اور چاہنے والوں کے اوصاف وصفات کے ذیل میں ان کو ایسا مومن بتایا جن کے قلوب میں ایمان گھر کر چکا ہے، ان کے یہاں شک وتردید کی کوئی گنجائش نہیں، وہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کرتے۔

پھر ان کو خداوند عالم کی جانب سے تائید شدہ ایسا گروہ قرار دیا جو دشمنان خدا سے کبھی دوستی نہیں کرتے، آپ نے اسی کے ساتھ ساتھ قرآن میں موجود ان کے متعلق خدا کی مدح و ستائش اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی محبوبیت کو بیان کیا اور دائمی بہشت کو ان کا اجر وثواب بتایا۔

اس کے بعد آپ نے دشمنان اہل بیت کے اوصاف بیان کئے اور ان کو گمراہ بیوقوف کی حیثیت سے پہنچوایا کہ یہی شیاطین کے بھائی ہیں، پھر آپ نے قیامت کے دن ان کی ندامت و پشیمانی اور اعترافات کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ آتش جہنم کے شعلے ان کے انتظار میں ہیں۔

رسول اکرمؐ کا آخری جملہ میرے لئے بے حد اہمیت کا حامل تھا جس میں آپ نے قیامت

تک اہل بیتؑ کے دوستوں اور دشمنوں کے پرکھنے کا دائمی معیار عطا کرتے ہوئے فرمایا:

ہمارا دشمن وہ ہے جس کی خداوند عالم نے مذمت کی ہے اور اس پر لعنت کیا ہے اور ہمارا دوست ہر وہ شخص ہے جس کی خدا نے مدح وستائش کی ہے اور اسے دوست رکھتا ہے۔

☆ ☆ ☆

مآخذ:......حوالجات کے لئے ص ۴۱ کا حاشیہ ملاحظہ کریں۔

بقیۃ اللہ مہدی ہیں

خطبہ میں رسول اکرمؐ کا کلام بلاغت نظام مرحلہ وار خاص انداز سے جاری وساری تھا، میں نے محسوس کیا کہ آنحضرتؐ جو کچھ کہنا چاہتے تھے وہ سب کچھ بیان کررہے ہیں ۔تبھی میری سماعت نے ایک حسین نام سنا، جسے سن کر اس کے متعلق زیادہ جاننے کی خواہش کروٹ لینے لگی؛ آپ نے فرمایا:

خداوندعالم ہر اس سرزمین کو قیامت سے پہلے ہی ہلاک کردے گا جو آیات الٰہیہ کی تکذیب کرے گی اور پھر اسے مہدی (عج) کی حکومت کے ماتحت قرار دے گا۔

اس جملہ کو سننے کے بعد میں نے درک کیا کہ بارہویں امام کے لئے فضائل کا خصوصی دروازہ کھولا گیا ہے، میں ابھی اسی سوچ میں تھی کہ محسوس کیا کہ رسول اکرمؐ کے بعض کلمات امام مہدی (عج) سے مخصوص ہیں اور آپ خاص طور سے ان سے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں ؛ چنانچہ آپ نے فرمایا:

الا ان خاتم الائمة منا القائم المهدی ’’آگاہ ہوجاؤ کہ یقیناً خاتم الائمہ حضرت قائم مہدی (عج) ہم میں سے ہے۔

پھر آپ نے ان کے عظیم صفات کو بیان کرتے ہوئے ان کو حجت آخر، نور الٰہی، منتخب خدا، روئے زمین پر ولی اللہ اور پروردگار کے امین کی حیثیت سے پہنچوایا...... یہ ایسی ذات ہے جو

دریائے علم الٰہی سے متصل ہے، خداوند عالم نے کائنات کے اموران کے سپرد کئے ہیں، یہ وہی ہیں جن کے ظہور کی بشارت گزشتہ انبیائے الٰہی نے دی ہے۔

پھر آنحضرتؐ نے حضرت مہدی (عج) کی عظیم فتوحات کا تذکرہ فرمایا کہ وہ تمام ادیان پر غالب رہے گا، ظالموں سے انتقام لے گا اور محکم قلعوں کو فتح کرے گا۔ پھر آپ نے تصریح فرمائی کہ کوئی بھی اس پر غلبہ نہ پاسکے گا۔

آنحضرتؐ کے خطبہ کے دوسرے فراز میں بارہ اماموں میں منصب امامت کے انحصار کی تاکید کرتے ہوئے اس بات کی تصریح فرمائی کہ حضرت مہدی (عج) خاتم الائمہ ہیں اور ان کی امامت تا قیام قیامت جاری رہے گی۔

☆ ☆ ☆

حوالجات کے لئے ص ۱۴۱ کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیں۔

مراسم بیعت کا اعلان

تقریباً ایک گھنٹہ تک نصف النہار کی گرمی میں رسول اکرمؐ کا خطبہ جاری و ساری رہا، اب آہستہ آہستہ یہ عظیم خطبہ اپنے آخری مرحلہ تک پہنچ رہا تھا۔

اس مقام پر رسول اکرمؐ نے مراسم بیعت کی خبر دی کہ اس پرشکوہ مجمع کی ایک ایک فرد کو جشن بیعت میں شرکت کرنا ضروری ہے......آنحضرت نے اس سلسلے میں فرمایا:

آگاہ ہو جاو کہ میں اپنا خطبہ ختم کرنے کے بعد تمہیں بلاؤں گا کہ علیؑ کی بیعت کرنے کے لئے میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھو اور اس کا اقرار کرو پھر میرے بعد اس کے ہاتھ میں ہاتھ دو۔

میرے لئے یہ بات حیرت انگیز تھی کہ خطبہ کے بعد لوگوں کو دو افراد کی بیعت کرنا اور ان دونوں کے ساتھ وفاداری کا عہد کرنا ضروری ہے......رسول اکرمؐ نے اپنی زبان مبارک سے خدا کے ساتھ بیعت کے متعلق ایک ظریف نکتہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے خدا کی بیعت کی اور علیؑ نے میری بیعت کی اور اب میں خدا کے حکم سے اس کی بیعت تم سے لیتا ہوں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیعت کا مسئلہ بھی خاص امر الٰہی ہے اور رسول و علی علیہما السلام، درحقیقت خداوند عالم کی بلا فاصلہ بیعت کے مترادف ہے؛ آنحضرتؐ نے اس مفہوم کو آیہ

مبارکہ سے استناد کرتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللهَ يَدُ اللهِ فَوْقَ أَيْدِيهِم﴾ ''جو لوگ تمہاری بیعت کرتے ہیں، درحقیقت انہوں نے خدا کے ساتھ بیعت کی ہے اور خداوند عالم کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے''۔(۱)

آنحضرتؐ نے بیعت کے لئے جو اہداف ومقاصد پیش نظر رکھے تھے وہ سبھی پایۂ تکمیل تک پہنچ رہے تھے۔ درحقیقت یہ بیعت قیامت تک تمام حلال وحرام کے بیان پر مشتمل تھی، کیوں کہ جب امام معصوم لوگوں کے سوالوں کا جواب دے گا تو گویا رسول اکرمؐ زندہ ہیں اور وہ احکام الٰہیہ کو بیان کررہے ہیں؛ آنحضرتؐ اس سلسلے میں فرماتے ہیں:

آگاہ ہو جاو کہ حلال وحرام اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ میں ان کا احاطہ کروں اور بتاوں، لہٰذا میں ایک ہی موقع پر حلال کو بجالانے اور حرام سے پرہیز کا حکم دیتا ہوں، اسی لئے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تم سے امیر المومنین علیؑ اور ان کے بعد ہونے والے اماموں کے بارے میں بیعت لوں یہ موضوع امامت ایسا موضوع ہے جو صرف انہیں افراد میں منحصر رہے گا۔

میں یہ سوچ رہی تھی کہ اتنے واضح ابلاغ کے بعد بیعت کی ضرورت نہیں ہے اور اگر لوگ بیعت نہ بھی کریں تب بھی ائمہ طاہرینؑ کی بیعت ثابت ہے۔ لیکن پھر میں اس نتیجہ پر پہنچی کہ آنحضرتؐ اس بیعت کے ذریعہ ولایت کے عظیم مسئلہ کے ستونوں کو مستحکم کررہے ہیں، خاص طور سے ایسی صورت میں جب کہ اس واقعہ کے اطراف واکناف میں سازشوں کے جال بنے جارہے ہیں، ان سازشوں سے مقابلہ کے لئے ضروری ہے کہ پیش بندیاں کردی

۱۔ فتح/۱۰

جائیں۔

دوسری طرف میں حیرت زدہ تھی کہ ایک لاکھ بیس ہزار لوگ کیسے رسول اکرمؐ اور حضرت علیؑ کی بیعت کریں گے اور یہ پروگرام عملی کیسے ہو پائے گا؟

☆ ☆ ☆

دل وزبان سے بیعت

میدان غدیر کے جم غفیر میں سبھی خاموش تھے ،کوئی کچھ نہیں بول رہا تھا، وہاں موجود سبھی رسول اکرمؐ کے خطبہ کو دل و جان سے سن رہے تھے......میں بھی سراپا گوش بنی ہوئی اس خطبہ کے ایک ایک لفظ کو صدیوں کے لئے محفوظ کر رہی تھی۔

اچانک آنحضرتؐ نے ایسا اقدام کیا کہ سبھی حیرت زدہ رہ گئے، آپ نے ایک لاکھ بیس ہزار افراد کے سامنے زبانی بیعت کا تذکرہ کیا! یعنی کیا......؟ آپ ایک لمحہ میں اتنی بڑی تعداد پر مشتمل افراد سے بیعت کیسے لیں گے......؟

آنحضرتؐ نے خطبہ کے آخر میں اس کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! تم اتنے زیادہ ہو کہ ایک ایک میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت نہیں کر سکتے ہو لہٰذا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہاری زبان سے علیؑ کے امیر المومنین ہونے اور ان کے بعد ائمہ جو ان کے صلب سے میری ذریت ہیں، سب کی امامت کا اقرار لے لوں؛ لہذا تم سب مل کر کہو:

> ہم سب آپ کی بات کے سننے والے، اطاعت کرنے والے، راضی رہنے والے اور علی و اولاد علی کے بارے میں جو پروردگار کا پیغام پہنچایا ہے اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والے ہیں، ہم اس بات پر اپنے دل، اپنی روح، اپنی زبان اور اپنے ہاتھوں سے بیعت کر رہے ہیں، اسی پر زندہ رہیں گے، اسی پر مریں گے اور اسی پر دوبارہ اٹھیں گے، نہ کوئی تغیر و تبدیلی کریں گے اور نہ کسی شک و ریب میں مبتلا ہوں گے، نہ

عہد سے پلٹیں گے نہ میثاق کو توڑیں گے، اللہ کی اطاعت کریں گے، آپ کی اطاعت کریں گے اور علی امیر المومنین اور ان کی اولاد ائمہ جو آپ کی ذریت میں ہیں، ان کی اطاعت کریں گے جن میں سے حسن و حسینؑ کی منزلت کو اور ان کے مرتبہ کو اپنی اور خدا کی بارگاہ میں تمہیں دکھلا دیا اور یہ پیغام پہنچا دیا ہے کہ یہ دونوں جوانان جنت کے سردار ہیں اور اپنے باپ علیؑ کے بعد امام ہیں اور میں علیؑ سے پہلے ان دونوں کا باپ ہوں۔ اب تم لوگ یہ کہو کہ ہم نے اس بات پر اللہ کی اطاعت کی، آپ کی اطاعت کی اور علی، حسن و حسین اور ائمہ جن کا آپ نے ذکر کیا ہے اور جن کے بارے میں ہم سے عہد لیا ہے، سب کی دل و جان سے اور دست و زبان سے بیعت کی ہے، ہم اس کا کوئی بدل پسند نہیں کریں گے اور نہ اس میں کوئی تبدیلی کریں گے۔ اللہ ہمارا گواہ ہے اور وہی گواہی کے لئے کافی ہے اور آپ بھی ہمارے گواہ ہیں۔

ایک لاکھ بیس ہزار لوگوں نے رسول اکرمؐ کے سارے کلمات دہرائے اور اپنی قانونی بیعت کا اعلان کیا...... اے کاش! وہ آخر تک اس بیعت پر پائیدار و استوار رہتے۔ اس زبانی اقرار میں آئندہ ولایت کے لئے جو نکات بیان کئے، اس نے عقیدہ ولایت کے اہم ترین فراز کی بنیاد رکھی:

☆ ...... یہ بیعت پورے بارہ اماموں کی بیعت کو شمار کیا گیا۔

☆ ...... آنحضرت نے اسے خداوند عالم کی طرف سے مورد اقرار قرار دیا۔

☆ ...... آپ نے اس زبانی اقرار کو عمل اور قلبی ایمان کے مترادف سمجھا۔

☆ ...... آنحضرت نے اسے دنیاوی واخروی حیات کے لئے اہم رکن محسوب کیا۔

☆ ...... آنحضرت نے لوگوں سے اس بات کا عہد لیا کہ وہ ولایت سے فرار نہیں کریں گے اور اس میں کسی طرح کا شک وشبہ نہیں کریں گے۔

☆ ...... آپ نے پیغام ولایت کی تبلیغ کے فریضہ کو موجودہ اور آئندہ تمام نسلوں پر واجب قرار دیا۔

☆ ...... آپ نے خدااور رسول کوان پر گواہ قرار دیا تاکہ وہ عہد شکنی نہ کریں۔

اس سے زیادہ پیش بندی اور محکم کام کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا......اس کے بعد کس میں اتنی جرائت و ہمت ہے جو ایسے عہد و پیمان کو توڑ دے؟!اس کے بعد آنخضرتؐ نے عملی بیعت کا مسئلہ پیش کیا اور بیعت شکن افراد کو اپنے پیر پر کلہاڑی مارنے اور خدا کی بارگاہ میں ہلاک شدہ قرار دیا ہے۔

میری سمجھ میں آیا کہ آنخضرتؐ لوگوں کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ یہ بیعت ایک خاص ہدف کے تحت ہوئی ہے، لہٰذا ہاتھ سے بیعت کے وقت زبانی بیعت کے تمام مطالب کو پیش نظر رکھیں اور جن باتوں کا انہوں نے زبان سے اقرار کیا ہے انہیں کی اساس پر ہاتھ سے بیعت کریں۔

رسول اکرمؐ کے خطبہ کا اختتامیہ دو نکات پر مشتمل تھا: پہلے یہ کہ مسئلہ ولایت کے سلسلے میں خداوند عالم کی رضایت کو پیش نظر رکھیں اور یہ جان لیں کہ اگر تمام لوگ کافر ہو جائیں تب بھی خداوند عالم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

دوسرے یہ کہ اپنے ابلاغ کے اختتام کے اعلان کے ساتھ مومنین کے لئے دعا فرمائی اور منکرین ولایت کو کافر سمجھتے ہوئے قابل لعنت قرار دیا اور پھر ''الحمد لله رب العالمین'' کے جملہ کے بعد ایک گھنٹہ سے زیادہ پر مشتمل آنخضرت کا عظیم خطبہ اختتام پذیر ہوا۔

☆ ☆ ☆

حوالجات کے لئے ص ۴۱ کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیں۔

منافقین کی نازیبا حرکتیں

چونکہ خداوند عالم نے اپنے رسولؐ سے ابلاغ ولایت کے اس مکمل پروگرام کی حفاظت کا وعدہ کرلیا تھا اس لئے کہ اس نے مخاطبین کو اس طرح ان کی جگہوں پر جکڑ دیا تھا کہ وہ خطبہ کے آخر تک ہلنے اور حرکت کرنے کی ہمت نہ کرسکے۔

لیکن میرے لئے اہم بات یہ تھی کہ ان میں سے بعض افراد کے غم وغصہ کا پیمانہ پوری طرح لبریز ہو چکا تھا، وہ بدبدا کر زیرلب کچھ کہہ رہے تھے...... بطور نمونہ: منبر کے سامنے ان کے پانچ بزرگ بیٹھے ہوئے تھے جنہیں منافقین کا سرکردہ کہا جاسکتا ہے۔

جب رسول اکرمؐ نے امیر المومنین کو دونوں ہاتھوں پر بلند کر کے فرمایا: **من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ** ۔ یہ سن کر ان کی طاقت جواب دے گئی، زیرلب بڑبڑانے لگے: ایسی بات سے ہم بیزار ہیں جو واقع ہونے والی نہیں، ہم قطعی راضی نہیں کہ علی ان کے وزیر ہوں، یہ ایک تعصب ہے۔

ان میں سے دو بڑے منافقوں نے غصہ میں سر ہلاتے ہوئے کہا: ہم اس کے سامنے ہرگز نہیں جھکیں گے...... پھر ایک دوسرے کے کان میں سرگوشی کی: ہرگز نہیں، ان کی باتوں کو کبھی نہیں مانیں گے۔

ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: یہ ہرگز خدا کا امر نہیں ہے، وہ اپنی ہی طرف سے

بات کرتے ہیں......ایک دوسرے منافق نے آہستہ سے کہا:

ان کو اس جوان پر کچھ زیادہ ہی غرور ہے، ان کی آنکھیں نہیں دکھائی دے رہی ہیں کہ کس طرح دیوانہ کی طرح گھوم رہی ہیں، وہ اپنے چچیرے بھائی کے گھمنڈ میں مبتلا ہو چکے ہیں، اس کا مرتبہ کتنا بڑھا رہے ہیں، اگر ان کے بس میں ہوتا تو وہ اسے قیصرو کسریٰ کی طرح بنا دیتے۔

ایک دوسرے کی آواز آئی: ہمیشہ اپنے چچیرے بھائی کو آگے بڑھاتے ہیں، وہ نبی بنانے پر قادر ہوتے تو ایسا کر گزرتے، خدا کی قسم! اگر وہ مر گئے تو ان کے ارادہ پر پانی پھیر دوں گا۔

غم وغصہ سے میرا برا حال تھا، سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کروں، میں نے آس پاس والوں کو دیکھا...... میں نے محسوس کیا کہ انہوں نے بھی ان لوگوں کی باتیں سنی ہیں، لیکن بزم کی تنظیم وترتیب کے تحفظ کے لئے انہوں نے خطبہ کے اختتام تک کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا۔

☆ ☆ ☆

ماخذ:......بحار الانوار ج ۳۷ ص ۱۱، ۱۱۹، ۱۵۴، ۱۶۰، ۱۷۲، ۱۷۳؛ عوالم العلوم ج ۱۵/۳ ص ۵۵، ۱۲۷، ۱۳۴، ۱۴۰، ۱۹۶

تاج ولایت

مجھے اپنے آپ پر فخر ہے......میں سرزمین غدیر ہوں......وہ غدیر جو آخری رسولؐ کے پہلے وصی و جانشین کے تاج امامت کی یادگار ہے۔ جی ہاں! میں اس بات کی گواہ ہوں کہ امیر المومنینؑ کی ولایت و امارت نیز آپ پر آنحضرت کا مکمل اعتماد میری سرزمین کے منبر کے فراز پر واضح انداز میں بیان کیا گیا۔

رسول اکرمؐ نے خطبہ کے اختتام پر اپنا سحاب نامی عمامہ امیر المومنین حضرت علیؑ کے سر پر رکھا اور اس کا ایک سرا پشت کی طرف اور دوسرا سرا آگے کی طرف چھوڑ دیا۔

پھر عمامہ کی معنوی حیثیت کو آشکار کرنے کے لئے فرمایا: ملائکہ کے عمامے اسی طرح ہوتے ہیں۔آپ نے یہ بھی فرمایا: عمامے عرب کے تاج ہوتے ہیں۔

پھر فرمایا: خداوند عالم نے بدر و حنین کے موقع پر ایسے ملائکہ سے میری تائید و نصرت فرمائی جن کے سروں پر ایسے ہی عمامے تھے۔

آپ کو یہ جاننا چاہئے کہ یہ رسم عرب ہے کہ جب کسی قوم کا کوئی بزرگ کسی کی بہ نسبت اعتماد اور اپنی نیابت کو آشکار کرتا ہے تو لوگوں کے سامنے اپنے ہاتھوں سے اس کے سر پر عمامہ باندھتا ہے......رسول اکرمؐ کا ہدف بھی یہی تھا۔

مآخذ:......عوالم العلوم ج ۱۵/۳ص ۱۹۹؛ الغدیر ج ۱ص ۲۹۱؛ تاج العروس ج ۸ص ۴۰۱؛ اثبات الہداۃ ج ۲ص ۲۱۹

شکرالٰہی

شدید تپش میں ایک گھنٹہ سے زیادہ خطبہ کے بعد رسول اکرمؐ نے اعلان ولایت کی سنگینی کو اپنے دوش مبارک سے اتار دیا......اس عظیم ذمہ داری کی انجام دہی کے بعد خداوند عالم نے ولایت کے عظیم مبلغ کے لئے تشکر وامتنان کا تحفہ ارسال فرمایا اور فرمان الٰہی کی تعمیل میں آپ کی تمام تر زحمتوں، کوششوں اور فداکاریوں کے عوض خصوصی شکریہ ادا کیا۔

جبرئیل امین نازل ہوئے اور رسولؐ کے لئے رضایت الٰہی کے عنوان سے مندرجہ ذیل آیت لے کر نازل ہوئے:

﴿وَإِنَّ لَکَ لَأَجْرًا غَیْرَ مَمْنُون﴾ ''اور یقیناً آپ کے لئے بے انتہا اجر ہے''۔(۱)

میں رسول اکرمؐ کے چہرہ مبارک پر مسرت وشادمانی کے رنگ دیکھ رہی تھی جنہوں نے تیئیس سال کے بعد دین اسلام کی تکمیل کا سامان فراہم کیا تھا......ابھی آنحضرتؐ پیغام رسانی کی کامیابی کی خوشی ومسرت اپنے قلب ودماغ میں اتار ہی رہے تھے کہ جبرئیل امین خداوند عالم کی جانب سے پیغام لے کر آئے تاکہ اسے لوگوں کے درمیان پہنچا دیں:

اے لوگو! خدا نے مجھے سلام کہلوایا ہے اور فرمایا ہے کہ آج میں نے تمہارے دین کو

۱۔قلم/۳

کامل کردیا اس کے بعد میں کوئی حکم نازل نہیں کروں گا، نماز وزکات، روزہ وحج وغیرہ کو نازل کردیا ہے اور یہ ولایت پانچواں حکم ہے، میں ان چاروں احکام وارکان کو ولایت کے بغیر قبول نہیں کروں گا۔

☆ ☆ ☆

ماخذ:......تفسیر فرات کوفی ص ۴۹۵؛ عوالم العلوم ج ۱۵/۳ ص ۱۳۷

ولایت یعنی کیا؟

میں منتظر تھی کہ رسول اکرمؐ منبر سے نیچے تشریف لائیں تا کہ میں ان کی قدم بوسی کرسکوں......لیکن مجمع کی طرف سے آنے والے سوالات نے رسول کو منبر پر کچھ دیر اور ٹھہرنے پر مجبور کر دیا۔

مجمع میں موجود بعض لوگ سمجھنے کے لئے سوال کر رہے تھے لیکن بعض دوسرے الجھنے اور الجھانے کے لئے سوال کر رہے تھے۔ جناب سلمان نے پوچھا: یا رسول اللہؐ! حضرت علیؑ کی ولایت کیسی ہے؟ فرمایا:

> میرے جیسی ولایت؛ میں جس کے نفس پر خود اس سے زیادہ بااختیار ہوں یہ بھی اس کے نفس پر خود اس سے زیادہ بااختیار ہے۔

ایک دوسرے شخص نے پوچھا: **من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ** سے آپ کی مراد کیا ہے؟ فرمایا:

> خدا میرا مولا ہے اور خود مجھ سے زیادہ میرے اوپر اختیار رکھتا ہے، خداوند عالم کے سامنے میرا کوئی اختیار نہیں، پھر میں مومنین کا مولا ہوں اور خود ان سے زیادہ ان کے نفسوں پر اختیار رکھتا ہوں، میرے سامنے ان کو کوئی اختیار حاصل نہیں، اب جس کا میں مولا ہوں، اس کے یہ علی بن ابی طالب مولا ہیں اور اس کے سامنے کسی کو کوئی اختیار نہیں۔

لیکن ذرا ان لوگوں کی بھی باتیں سنئے......جن کو ولایت ہضم نہیں ہو رہی ہے اور وہ اپنے مقصد میں پوری طرح ناکام ہو چکے تھے۔ دو بڑے منافقین نے آیہ اولی الامر، آیہ ولایت اور آیہ ولیجہ کی تلاوت کر کے سوال کیا: یا رسول اللہؐ! کیا یہ آیتیں صرف علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں؟

آنحضرتؐ نے فرمایا:

> ہاں! اس کے بارے میں اور قیامت تک آنے والے میرے جانشینوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے علی میرا بھائی، وزیر و وصی اور میری امت میں میرا خلیفہ ہے اور میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔ پھر میرا بیٹا حسنؑ، اس کے بعد حسینؑ اور نسل حسینؑ سے آنے والے نو امام، یہ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن ان کے ساتھ ہے، نہ یہ قرآن سے جدا ہوں گے اور نہ ہی قرآن ان سے؛ یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے۔

پھر رسول اکرمؐ نے لوگوں کے سامنے حضرت علیؑ کی طرف رخ کر کے فرمایا: جس نے تمہاری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے در حقیقت خدا کی اطاعت کی، جس نے تمہاری مخالفت کی اس نے میری اور جس نے میری مخالفت کی گویا اس نے خدا کی مخالفت کی ہے۔

☆ ☆ ☆

مآخذ:......عوالم العلوم ج ۱۵/۳ ص ۱۳۳، ۲۳۱، ۲۳۴؛ نساء/۸۳؛ مائدہ ۵۵؛ توبہ/۱۶

دشمنان اسلام کی نا امیدی

ایک عظیم کام مکمل ہوا تھا...... حالات کے پیش نظر بآسانی گمان کیا جاسکتا ہے کہ کتنے دشمن، اسلام کے لئے اپنا دانت تیز کررہے ہیں...... دنیا کے بڑے سلاطین، علمائے ادیان، روسائے قبائل اور حکام شہر سے لے کر ان منافقین تک جو رسول اکرمؐ کی وفات کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔

انہیں اچھی طرح معلوم ہو چکا تھا کہ کسی طرح بھی رسول اکرمؐ کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا لہٰذا وہ اس دن کے انتظار میں تھے کہ رسولؐ اس دنیا سے جائیں اور ایک ہی حملہ میں دین کا خاتمہ کردیا جائے۔

انہیں قطعی اس بات کی امید نہیں تھی کہ رسول اکرمؐ بے نظیر انداز سے تمام اختیارات کا مالک بنا کر لوگوں کے سامنے اپنا جانشین پیش کریں گے۔ اب یہ یقین کیا جاسکتا تھا کہ رسول اکرمؐ کے جانشینوں کے اعلان امامت کے ذریعہ اسلام دشمن طاقتوں کی تمام تر سازشیں نقش برآب ہو چکی تھیں۔

میں اپنی آنکھوں سے منافقین کی مایوسی دیکھ رہی تھی کہ کس طرح ان کی دنیا انہیں کے سروں پر خراب ہوئی ہے، کیوں کہ وہ آپس میں کہہ رہے تھے: اگر محمدؐ دنیا سے چلے گئے تو ان کے دین کا خاتمہ کردیں گے۔ لیکن خطبہ کے اختتام پر اور تبلیغ ولایت کی تکمیل کے بعد آپس

میں کہنے لگے: ہماری امیدوں پر پانی پھر گیا اور ساری سازشیں بے کار ہو گئیں۔

خداوند عالم کی طرف سے آیت نازل ہوئی جس میں واضح طور پر اعلان ولایت کے دن منافقین کی ناکامی کو بیان کیا گیا ہے:

﴿اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَاتَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِی﴾ ''آج کافر تمہارے دین سے مایوس ہو گئے لہٰذا اب ان سے نہ ڈریئے اور مجھ سے ڈریئے''۔

☆ ☆ ☆

ماٰخذ:......عوالم العلوم ج ۱۵/۳ص ۱۶۳؛ بحار الانوار ج ۳۷ص ۱۳۴؛ مائدہ/۳

اکمال دین کی مناسبت سے تبریک وتہنیت

جیسے جیسے رسول اکرمؐ منبر سے نیچے تشریف لا رہے تھے لوگوں کی بلند بانگ آواز فضائے غدیر میں گونج رہی تھی: ہاں... ہاں!......ہم نے قبول کیا اور ہم صمیم قلب سے خدا اور رسولؐ کے امر کی اطاعت کریں گے۔

یہ ان لوگوں کی صدائیں تھیں جنھوں نے رسول اکرمؐ اور امیر المومنینؑ کے ہاتھوں پر بیعت کے لئے ہجوم کر رکھا تھا......کتنا حسین منظر تھا، آنحضرتؐ منبر سے نیچے آتے ہوئے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے اور ان کی تبریک وتہنیت کے جواب میں فرماتے تھے: خدا کا شکر جس نے ہمیں دنیا والوں پر فضیلت عطا کی۔ اسی طرح آپ نے فرمایا:

> مجھے مبارکباد دو، میرے پاس آکر تبریک وتہنیت پیش کرو اس لئے کہ خدا نے مجھے نبوت سے اور میرے اہل بیتؑ کو ولایت وامامت سے مخصوص فرمایا ہے۔

میرے خدا!......کتنا اچھا منظر ہے کہ تیرا رسول شاداں وفرحان اپنی رسالت کے اکمال سے مطمئن آہستہ آہستہ منبر سے نیچے آ رہا ہے۔ جب آپ منبر کے آخری زینہ پر پہنچے تو لوگوں کی طرف رخ کر کے فرمایا:

> اللہ کی شان کہ...... اس نے دین کامل کیا، نعمت تمام کی اور میری رسالت اور علی بن ابی طالبؑ کی ولایت سے راضی وخوشنود ہوا۔

پھر آپ نے تین مرتبہ آیۂ اکمال کی تلاوت کر کے فرمایا: اکمال دین، اتمام نعمت اور رضایت الٰہی اس بات پر منحصر ہے کہ اس نے مجھے علی بن ابی طالبؑ کی ولایت کے ابلاغ کے لئے بھیجا ہے۔

☆ ☆ ☆

ماٰخذ: ......عوالم العلوم ج ۱۵/۳ ص ۴۰، ۶۳، ۱۹۴، ۱۹۶

بیعت کا حسین منظر

میں آپ سے لوگوں کے بیعت کرنے کے منظر کی عکاسی کرنا چاہتی ہوں...... مجھے معلوم ہے کہ اس منظرکشی سے حیرت زدہ ہوں گے۔ طول تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک لاکھ بیس ہزار افراد نے ایک ایک کرکے دو افراد کے ہاتھوں پر بیعت کی واقعاً حیرت انگیز بات ہے۔

میری سرزمین پر بہت سے مسافر آئے اور چلے گئے لیکن کبھی بھی مجھے ایسے معنوی افتخار کی امید نہیں تھی......رسول اکرمؐ کا خطبہ پہلا افتخار اور بیعت کا حسین منظر دوسرا افتخار۔

میں نے غور سے دیکھا کہ آنحضرتؐ نے منبر کے پہلو میں درختوں کے نیچے دو خیمے نصب کرنے کا حکم دیا...... اصحاب نے تیزی سے آنحضرتؐ کے حکم کی تعمیل کی اور دو خیمے نصب کردیئے۔

پروگرام یہ تھا کہ رسول اکرمؐ ایک خیمہ میں اور امیر المومنین حضرت علیؑ دوسرے خیمہ میں تشریف فرما ہوں گے پھر وہاں موجود لوگ صف بستہ ایک ایک کرکے پہلے رسولؐ کے خیمہ میں جائیں گے اور آپ کی بیعت کریں گے۔ پھر امیر المومنینؑ کے خیمہ میں جا کر مقام ولایت کے تئیں تسلیم و اطاعت کے عنوان سے تین کام انجام دیں: ان کی بیعت کریں، ''**السلام علیک یا امیر المومنین**'' کہیں پھر منصب ولایت پر فائز ہونے کی تبریک وتہنیت پیش کریں۔

خیمے نصب ہونے کے بعد منادی نے عمومی اعلان کر دیا کہ سبھی کو اس پروگرام میں شرکت کرنا ہے...... کسی ایک کو بھی سرپیچی کی اجازت نہیں۔

چونکہ مومنین و منافقین کے بزرگوں کو بھی بیعت کرنا ضروری تھا اس لئے آنحضرتؐ نے پہلے بزرگوں کی بیعت کی تاکید فرمائی۔

جیسے ہی بیعت کا سلسلہ شروع ہوا، رسول اکرم کو معلوم ہوا کہ بعض منافقین بیعت نہ کرنے کے لئے غدیر سے جحفہ کی طرف نکل گئے ہیں۔

آنحضرتؐ نے فوراً کچھ لوگوں کو بھیجا تاکہ انہیں واپس بلایا جائے، جب وہ آ گئے تو سختی سے ان سے باز پرس کی۔

☆ ☆ ☆

ماخذ:......بحار الانوار ج۶ ص۵۳، ج۲۱ ص۳۸۷، ۳۸۸؛ ج۲۸ ص۹۰، ۹۵، ۹۸؛ ج۲۹ ص۳۵۔۳۷؛ ج۳۰ ص ۳۱۵، ج۳۳ ص۱۶۳، ج۳۶ ص ۱۲۶، ۱۶۹، ۲۴۸؛ ج۳۷ ص۱۲۰، ۱۲۷، ۱۶۱، ۱۹۴، ۳۱۱؛ عوالم العلوم ج ۱۵ /۳ ص ۴۲، ۶۰۔۶۵، ۹۷، ۱۳۴، ۱۳۶، ۱۵۴، ۱۶۵، ۱۹۴، ۱۹۵، ۲۰۳، ۲۰۵، ۲۷۷، ۳۰۹؛ الیقین ص ۲۸۵؛ التحصین ص ۵۳۷؛ کتاب سلیم ح ۱۴؛ تفسیر قمی ص ۳۶۴

خواتین کی بیعت کا منظر

آیئے...... پہلے خواتین کی بیعت کی منظر کشی کرتی ہوں کیونکہ مردوں کی بیعت کے سلسلے میں بیان کرنے والی باتیں زیادہ ہیں...... عورتوں کی بیعت کا مطلب یہ تھا کہ امیرالمومنینؑ کی ولایت کی قبولیت میں مرد و عورت میں کوئی فرق نہیں ہے۔

رسول اکرمؐ نے عورتوں کے لئے ایک وقت کا تعین کیا تا کہ وہ بیعت کے لئے خیمہ میں حاضر ہوسکیں...... آپ نے اس کام کے لئے حکم دیا کہ پانی کا ایک بڑا طشت لایا جائے، پھر آپ نے خیمہ کے وسط میں ایک پردہ ایسے ڈلوایا کہ آر پار کی چیزیں نظر نہ آئیں۔

پھر امیرالمومنینؑ پردہ کے ایک طرف بیٹھے اور اپنا دست مبارک پانی میں ڈالا... دوسری طرف سے عورتیں خیمہ میں آتی تھیں اور پانی کے دوسری طرف اپنا ہاتھ ڈال کر بیعت کرتی تھیں اور اپنی زبان سے ''**السلام علیک یا امیر المومنین**'' کہہ کر حضرت کو منصب ولایت پر فائز ہونے کی تبریک و تہنیت پیش کرتی تھیں۔

آنحضرتؐ نے اپنی ازواج کو خاص طور سے حکم دیا کہ وہ حضرت علیؑ کی بیعت کریں؛ ان میں عائشہ اور حفصہ سر فہرست تھیں جو اس سفر میں آنحضرتؐ کے ہمراہ تھیں۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، امیرالمومنین کی بہن ام ہانی، فاطمہ بنت حمزہ، اسما بنت عمیس اور دوسری خواتین نے بھی امیرالمومنینؑ کی بیعت کی؛ خواتین کی بیعت کے درمیان

جناب زہرا سلام اللہ علیہا کا اپنے شوہر کی بیعت کرنے کا منظر بڑا خوشگوار تھا۔

اس مقام پر بیعت کے ساتھ ساتھ تمام عورتوں اور مردوں کو حجاب کی بھی تعلیم دے دی گئی کہ ایسے عظیم امر کے دوران بھی پردے کے پیچھے سے بیعت ہونی چاہیئے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ اس بیعت میں نہ صرف یہ کہ ہاتھ پر ہاتھ نہیں رکھا جائے گا بلکہ ایک پردہ ڈالا جائے گا تا کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں۔

☆ ☆ ☆

ماخذ:......اسرار امامۃ (طبری) ص ۳۰۸_۳۱۲

مردوں کی بیعت

کاش!......آپ ہوتے اوراس منظر کو دیکھتے جسے میں نے دیکھا، ایک لاکھ بیس ہزار افراد صف بستہ کھڑے تھے اور ایک ایک کر کے رسول اکرمؐ اور امیر المومنین کی بیعت کرتے تھے اوران کو تبریک وتہنیت پیش کرتے تھے۔

عجیب مراسم تھے......کتنا حسین منظر تھا......کیسے کیسے واقعات رونما ہوئے......سب سے پہلے جو لوگ بیعت کے لئے حاضر ہوئے وہ سلمان وابوذر اور مقداد تھے۔ جب ان تینوں افراد نے بیعت کرلی تو پیغمبر نے ان سے فرمایا: علی کو امیر المومنین کہہ کر سلام کہو۔ انہوں نے آنحضرتؐ کے حکم کی تعمیل کی۔ پھر آنحضرتؐ نے یہی حکم عمار، حذیفہ اور بریدہ اسلمی کو دیا اور انہوں نے بھی بیعت کی۔

ذرا ان مخالفین کی روداد بھی سنئے......جو اقرار ولایت سے فرار حاصل کرنا چاہتے ہیں اور بیعت کے لئے بالکل آمادہ نہیں تھے......وہ اولین افراد جن کو رسول اکرمؐ نے خصوصی حکم دیا وہ ابوبکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر، معاویہ، مغیرہ اور ابوموسی اشعری تھے۔

جب یہ رسولؐ کے خیمہ میں داخل ہوئے تو آنحضرتؐ نے ابوبکر و عمر کو مخاطب کر کے فرمایا: اے ابوقحافہ کے بیٹے اور اے عمر! علیؑ کی میرے بعد صاحب اختیار ہونے اور امیر المومنین کی حیثیت سے بیعت کرو۔

سبحان اللہ!......کیا رسول اکرمؐ اپنے پرودگار کی وحی کے علاوہ بھی کوئی بات کرتے ہیں جو وہ آنحضرتؐ پر تہمت لگاتے ہوئے سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ امر خدا اور اس کے رسول کی طرف سے ہے یا صرف رسول کی طرف سے......؟!

آنحضرتؐ نے فرمایا:

کیا ایسا کوئی امر غیر خدا کی طرف سے صادر ہوسکتا ہے، ہاں! یہ امر خدا اور اس کے رسول کی طرف سے ہے کہ وہ امیر المومنین، امام المتقین اور قائد غر المحجلین ہے، قیامت کے دن خدا علی کو پل صراط پر بیٹھائے گا تا کہ چاہنے والوں کو جنت میں اور دشمنوں کو جہنم میں داخل کرے۔

پھر سبھی نے آنحضرتؐ کی بیعت کی، آنحضرتؐ نے ایک مرتبہ پھر ان سے اقرار لیا تو انہوں نے کہا: ہاں ہم نے سنا اور خدا اور رسول کی اطاعت کو قبول کیا۔ آنحضرتؐ نے پوچھا: خدا ورسول تمہارے اوپر گواہ رہیں؟۔ سبھی نے کہا: ہاں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: تم لوگ ایک دوسرے پر گواہ رہو، جو یہاں موجود ہیں وہ غائبین تک اس پیغام کو پہنچا دیں اور جن لوگوں نے سنا ہے وہ ان لوگوں تک پیغام رسانی کریں جنہوں نے نہیں سنا ہے۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم تسلیم کرتے ہیں۔

میں ان کی آنکھوں میں کینہ و دشمنی کی آگ دیکھ سکتی تھی...... مجھے اطمینان تھا کہ جس لمحہ وہ رسولؐ کے دست مبارک پر ہاتھ رکھ رہے تھے اسی وقت اپنے ذہنوں میں سازشوں کے جال بن رہے ہوں گے۔

اس کے بعد حضرت علیؑ کے خیمہ میں آئے اور ''**السلام علیک یا امیر المومنین**'' کہہ کر سلام کیا اور تبریک وتہنیت پیش کی......اسی وقت عمر آگے آئے اور اپنا ہاتھ حضرت کے

دست مبارک پر رکھ کر کہا:

بخ بخ لک یابن ابی طالب اصبحت مولای و مولی کل مومن و مومن ” مبارک ہومبارک ہواے فرزند ابوطالب! اب آپ میرے اور تمام مومن و مومنہ کے مولا ہوگئے“۔

خدایا!...... جولوگ اب تک موافق نہیں تھے وہ اس طرح رسول اکرمؐ اور حضرت علیؑ کی ولایت کا دم بھر رہے ہیں اور تبریک وتہنیت پیش کرر ہے ہیں؟! مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا ہے، خاص طور سے اس صورت میں جب کہ میں نے رسولؐ کے خطبہ میں صحیفہ کا نام سنا، کیونکہ یہی لوگ تھے جنہوں نے مکہ میں صحیفہ ملعونہ پر دستخط کئے تھے۔

☆ ☆ ☆

حوالجات کے لئے ص ۷۵ کا حاشیہ ملاحظہ کریں۔

بیعت یا عہد شکنی

میرے ساتھ آیئے ......اور ملاحظہ فرمایئے کہ بعض لوگوں نے کیسی بے تکی باتیں کی ہیں اور کئی سالوں کے کینہ و دشمنی کو کیسے کیسے الفاظ کے ذریعہ آشکار کیا!...... ہاں! مجھے معلوم ہے کہ یہی کینہ خیمہ ولایت کو جلانے میں اولین کردار ادا کرے گا۔

آیئے ذرا منافقین کی باتیں بھی سنیں!...... جب وہ بیعت کر کے خیمہ سے دور ہوئے تو ایک نے دوسرے منافق سے کہا: واقعاً علی کو بڑی عظیم کرامت حاصل ہوگئی ہے۔

دوسرے منافق نے تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا: خدا کی قسم! ہم کبھی ان کی بات نہیں مانیں گے اور ان کی اطاعت نہیں کریں گے۔ پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر آگے بڑھ گئے، حالانکہ ان کی زبان پر یہ جملہ تھا: رسولؐ نے جو کچھ کہا ہے ہم اس کے آگے تسلیم نہیں ہوں گے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر کہہ رہے تھے:

> انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ محقق نہیں ہوگا، اپنے چچازاد بھائی اتنا زیادہ بڑھانے کے بعد بھی ان کی آرزوئیں مکمل نہیں ہورہی ہیں، وہ چاہتے تو اسے نبی بنا دیتے، اگر وہ ختم ہوگئے تو ان کے اور ان کے اہداف میں رخنہ ڈال دیں گے۔

سبحان اللہ!...... تھوڑی ہی دیر بعد خداوند عالم نے ان دونوں کی اس بے حیائی سے رسول اکرمؐ کو باخبر کر دیا اور ان کے متعلق دو آیتیں نازل فرمائیں:

﴿وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلاَتَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمْ اللهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلاً إِنَّ اللهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ☆ وَلاَتَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخلاً بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَى مِنْ أُمَّةٍ إِنَّمَا يَبْلُوكُمْ اللهُ بِهِ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُون﴾ اور جب تم عہد کروتو اللہ سے عہد کو پورا کرواوراپنی قسموں کوان کے استحکام کے بعد ہرگز مت توڑ وجب کہ تم اللہ کو کفیل اورنگران بنا چکے ہو کہ یقیناً اللہ تمہارے افعال کوخوب جانتا ہے اورخبرداراس عورت کے مانند نہ ہوجاوجس نے اپنے دھاگے کومضبوط کاتنے کے بعد پھراسے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا، کیا تم اپنے معاہدے کوآپس میں فساداوردھوکہ دینے کا ذریعہ بناتے ہو۔(۱)

اسی وقت ان دونوں کی باتیں بریدہ اسلمی نامی جوان نے سن لی ، بریدہ نے کہا: خدا کی قسم !اگرمیں اس بات سے یوں ہی گزرجاوں تو خداورسول کے ساتھ انصاف نہیں کیا،قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے تمہاری باتیں سن لی ہیں اوررسولؐ تک تمہاری باتیں پہنچادوں گا۔

انہوں نے بریدہ کوقسم دیتے ہوئے کہا کہ آنخضرت سے یہ بات نہ کہو......لیکن بریدہ نے ان کی بات نہیں مانی ۔انہوں نے کہا: تمہیں جوکرنا ہے کرو، خدا کی قسم !ہم بھی رسول کی خدمت میں قسم کھالیں گے،وہ ہماری تصدیق اورتمہاری تکذیب کریں گے۔

بریدہ ان کی بات پرتوجہ کئے بغیررسول کے خیمہ میں آئے اوراجازت لےکرعرض کی:

یارسول اللہؐ !میرے ماں باپ آپ پرقربان ، دومنافق یہاں سے جانے کے بعد آپس میں کہہ رہے ہیں کہ خدا کی قسم !رسول نے جوکہا ہے ہم اسے نہیں مانیں گے

۱۔نحل/۹۱۔۹۲

اور یہ اعلان کامیاب نہیں ہو پائے گا۔

رسولؐ نے فرمایا: تمہیں خدائے کعبہ کی قسم ! کیا ان دونوں نے ایسی باتیں کہی ہیں ۔ خداوند عالم نے ان کی باتوں سے مجھے پہلے ہی مطلع فرما دیا ہے......ان دونوں کو میرے پاس لے آو۔

ان دونوں کو لایا گیا......آنحضرتؐ نے پوچھا: تھوڑی دیر پہلے تم کیا باتیں کر رہے تھے اور کیوں...؟ انہوں نے کہا: اس خدا کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، ہم سے کچھ نہیں کہا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: خدا کی قسم ! یہ جوان تم دونوں سے زیادہ سچا ہے، خدا نے بھی تمہاری باتوں سے مجھے مطلع فرما دیا ہے اور تمہارے انکار کے متعلق قرآن کریم کی ایک آیت بھی نازل فرمائی ہے؛ پھر آپ نے آیہ مبارکہ کی تلاوت فرمائی:

﴿يَحْلِفُونَ بِاللهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُنْ خَيْرًا لَهُمْ وَإِنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ﴾ ''یہ لوگ اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ انہوں نے کچھ نہیں کہا ہے، حالانکہ انہوں نے کفر کی بات کہہ دی ہے اور وہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے ہیں اور انہوں نے وہ کچھ کرنے کی ٹھان لی تھی جو وہ نہ کر پائے اور انہیں اس بات پر غصہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان مسلمانوں کو دولت سے مالا مال کر دیا ہے، پس اگر یہ لوگ توبہ کر لیں تو ان کے حق میں بہتر ہو گا اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو اللہ انہیں دنیا و آخرت میں دردناک عذاب دے گا اور روئے زمین پر ان کا نہ کوئی کارساز ہو گا اور نہ مددگار''۔(۱)

۱۔ توبہ/۷۴

یہ تو ابھی ابتداء تھی......ان سرکردہ منافقین کی اس گستاخانہ حرکت سے دوسرے افراد میں بھی جرائت پیدا ہوئی اور انہوں نے بھی ولایت امیرالمومنینؑ کے سلسلے میں اپنی مخالفت اور اعتراض کو آشکارا طور پر بیان کیا۔

☆ ☆ ☆

ماخذ:...... بحارالانوار ج۳۶ ص ۱۲۶، ۱۶۹، ۲۴۸؛ ج ۳۷ ص ۱۲۰، ۳۱۱؛ عوالم العلوم ج ۱۵/۳ ص ۱۲۶؛ التحصین ص ۵۳۷؛ الاصول الستۃ عشر، کتاب سلام بن ابی عمرۃ ص ۱۱۸

نفاق وسازش کے شعلے

میرے دامن میں مخالفین کا ایک دوسرا واقعہ بھی محفوظ ہے جو معاویہ، مغیرہ بن شعبہ اور ابو موسی اشعری سے مربوط ہے......ظاہر ہے ان کی سازشیں نقش بر آب ہو چکی تھیں، وہ بے تابانہ خیمہ سے باہر آئے۔ میں معاویہ کو دیکھ رہی تھی ......اس کے وجود سے غرور وتکبر اور غضب عیاں تھے،اس نے اپنا داہنا ہاتھ ابو موسی اشعری کے کاندھے پر اور بایاں ہاتھ مغیرہ کے کاندھے پر رکھا ہوا تھا،اس نے راستہ چلتے ہوئے کہا: میں محمدؐ کی بات سے متفق نہیں ہوں اور علیؑ کی ولایت کو کبھی تسلیم نہیں کروں گا۔

ابوذر و حذیفہ یہ سب دیکھ رہے تھے،انہوں نے فوراً آنحضرت کو مطلع کیا، خداوند عالم نے اس کے متعلق بھی آیات نازل فرمائیں:

﴿فلاصَدَّقَ وَلاصَلَّى ☆ وَلَكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى ☆ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى أَهْلِهِ يَتَمَطَّى ☆أَوْلَى لَكَ فَأَوْلَى ☆ ثُمَّ أَوْلَى لَكَ فَأَوْلَى﴾ پس اس نے نہ تصدیق کی اور نہ ہی سر تسلیم خم کیا، بلکہ تکذیب کی اور روگردانی کی، پھر اکڑتا ہوا اپنے گھر والوں کی طرف چل دیا، تیرے لئے تباہی پر تباہی ہے، تیرے لئے دوسری مرتبہ بھی تباہی پر تباہی ہے۔(۱)

ولایت کے مد مقابل یہ حرکتیں رسول اکرمؐ کے لئے بے حد سنگین تھیں، اسی لئے آنحضرت

۱۔ قیامت/۳۱۔۳۵

نے معاویہ کے متعلق تین باتوں کا ارادہ فرمایا: ایک یہ کہ منبر پر جا کر اس کے باطن کی خباثت کو آشکار کریں...... دوسرے یہ کہ فراز منبر سے معاویہ کے سلسلے میں برائت و بیزاری کا اظہار کریں...... تیسرے یہ کہ اس کے قتل کا حکم صادر کریں۔

میں مصلحت الٰہی کا نظارہ کر رہی تھی کہ اسی وقت ایک دوسری آیت نازل ہوئی:

﴿ لاتُحَرِّکْ بِهِ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِهِ ﴾ اے رسول ! اس کے متعلق اپنی زبان کو بات کے لئے آمادہ نہ کریں کہ اس کے بارے میں جلدی میں کوئی بات کہہ دیں۔(۱)

جو اس بات کی حکایت کر رہی تھی کہ ابھی مہلت باقی ہے۔ یہاں پہنچ کر آنحضرتؐ خاموش ہوگئے اور اس کے متعلق کچھ نہیں فرمایا تا کہ خداوند عالم خود ہی اس کی تقدیر کا فیصلہ کرے۔ میں دوبارہ اپنی ہی وادی کو دیکھ رہی ہوں، لوگوں کا ایک جم غفیر ہے...... کچھ لوگ بیعت کرنے کی صف میں ہیں، کچھ تالاب کے کنارے ہیں...... اور ان دونوں گروہوں سے ہٹ کر کچھ لوگ سازشوں کے جال بُننے میں لگے ہوئے ہیں۔

☆ ☆ ☆

۱۔ قیامت/۱۶

ماخذ:...... عوالم العلوم ج ۱۵/۳ ص ۹۷۔۷۷؛ بحار الانوار ج ۳۰ ص ۳۱۵، ج ۲۳ ص ۱۶۳، ج ۳۷ ص ۱۶۱، ۱۹۴

دشمنان ولایت سے باز پرس

ذی الحجہ کی اٹھارہ تاریخ کو پے در پے واقعات رونما ہو رہے تھے......آہستہ آہستہ فضا تاریک ہوتی جارہی تھی......سبھی تھکن سے چور تھے اسی لئے وہ آرام کرنا چاہتے تھے۔ بیعت کا یہ سلسلہ مغرب تک جاری رہا......مغرب وعشاء کی نماز کی ادائیگی تک رات کا اچھا خاصا حصہ گزر چکا تھا؛ اس لئے آنحضرتؐ نے بیعت کو دوسرے دن پر موقوف کر دیا۔

رسول اکرمؐ نے جن افراد کو تنبیہ فرمائی تھی وہ میرے لئے یادگار تھی، آخر کار آنحضرتؐ نے مناسب موقع دیکھ کر منافقین کو دوبارہ بلایا اور خطبہ کے دوران ان کی باتوں کا تذکرہ کر کے باز پرس کی۔

انہوں نے انکار کر دیا اور حیرت کی بات یہ ہے کہ انہوں نے قسم کھائی کہ ہم نے ایسی بات نہیں کہی ہے......آنحضرتؐ نے ان کے جرم کے اثبات میں اوران کی جھوٹی قسم کی رد میں قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:

﴿يَحْلِفُونَ بِاللهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلامِهِمْ﴾ ''یہ لوگ اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ انہوں نے کچھ نہیں کہا ہے، حالانکہ انہوں نے کفر کی بات کہہ دی ہے اور وہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے ہیں''۔(۱)

۱۔توبہ/۷۴

اوران کے جھوٹ کوآشکارکیا۔

پھرآنخضرتؐ نے بعض منافقین کی چہ می گوئیوں کا تذکرہ کیا کہ جب آپ نے امیر المومنین کو بلند کیا تو وہ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے: ان کی آنکھیں دیکھواس میں کتنی چمک ہے، گویاان کی آنکھیں پاگل ہوئی جارہی ہیں۔

آپ نے ان کے متعلق مندرجہ ذیل آیتوں کے نزول کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ (۵۱) وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ﴾ ''اورکفار جب اس ذکرکو سنتے ہیں تو قریب ہے کہ اپنی نظروں سے آپ کے قدم اکھاڑ دیں اور کہتے ہیں: یہ دیوانہ ضرور ہے''۔(۱)

میں نے دوبارہ دیکھا: انہیں کے قماش کا ایک دوسرا گروہ بھی ہے جو آنخضرت کو مغروراور دیوانہ کہنے کی جسارت کرتے ہوئے کہہ رہا ہے: وہ اپنے چچیرے بھائی کے سلسلے میں مغرور ہوگئے ہیں۔اسی کے ساتھ انہوں نے ''**قد افتتن بابن عمه**'' یا ''**لقد فتن بهذا الغلام**'' جیسے جملے اپنی زبان سے جاری کیے۔

آنخضرتؐ توبیخ کرتے ہوئے ان کے متعلق نازل ہونے والی سورہ قلم کی ابتدائی آیات کی تلاوت فرمائی:

﴿بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ؛ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ (۱) مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ ☆وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ☆ وَإِنَّكَ لَعَلى خُلُقٍ عَظِيمٍ☆ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ☆بِأَيِّيكُمُ الْمَفْتُونُ☆ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ

۱۔قلم/۵۱۔۵۲

بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ☆ فَلاتُطِعْ الْمُكَذِّبِين ﴾نون، قسم ہے قلم کی اور اس کی جسے لکھنے والے لکھتے ہیں، آپ اپنے رب کے فضل سے دیوانے نہیں ہیں اور یقیناً آپ کے لئے بے انتہا اجر ہے، بے شک آپ اخلاق کے عظیم مرتبہ پر فائز ہیں، پس عنقریب آپ دیکھ لیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کسے جنون عارض ہے، آپ کا رب یقیناً انہیں خوب جانتا ہے جو راہ خدا سے بھٹکے ہوئے ہیں اور وہ ہدایت پانے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔(۱)

رسول اکرمؐ نے اس طرح اپنے مخالفین کی نشاندہی فرمائی کہ وہ کس طرح خدا اور رسول کے زیر نظر ہیں، ان کی کوئی بھی حرکت آنحضرت کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہے، لیکن وہ اپنی گھناؤنی حرکتوں سے باز نہیں آئے اور اپنی سعی میں لگے ہی رہے۔

☆ ☆ ☆

۱۔قلم/۱۔۸

مآخذ :.......بحار الانوار ج ۷ص ۲۰۹ ؛ ج۱۶ص۲۱۰ ؛ ج ۲۲ص ۹۶ ح/۴۹ ؛ ج ۲۸ ص۱۲۲ ؛ ج۳۱ ص ۶۳۳، ۶۳۵ ؛ ج۳۵ص۳۹۴ ؛ ج ۷۳ص ۱۱۹، ۱۵۴، ۱۶۰، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۲۲ ؛ عوالم العلوم ج ۱۵/۳ص ۱۲۷، ۱۳۴، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۹، ۲۲۲

شیطان کی وحشت

رات کی تاریکی نے میری سرزمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا......کبھی کبھی اونٹ یا کسی سواری کی آواز سے ذراسی ہلچل ہوتی اور تھوڑی ہی دیر بعد پھر سے پوری وادی میں سناٹا چھا جاتا تھا۔ کچھ لوگ خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے اور کچھ لوگ اپنے خالق سے راز و نیاز کی باتیں کررہے تھے لیکن......کچھ ایسے بھی تھے جن کے ذہنوں میں شیطانی افکار واوہام کی بازگشت ہورہی تھی۔

لیجئے شیطان کا نام آہی گیا......میں آپ سے اس تین روزہ پرشکوہ جشن میں اس کی موجودگی کی داستان بھی بیان کردوں۔ شیاطین اوران میں سرفہرست ابلیس جانتا تھا کہ رسول اکرمؐ ہمیشہ کے لئے انسانوں کی ہدایت ونجات کے راستہ کی نشاندہی فرمائیں گے، اسی لئے وہ اس واقعہ غدیر میں بھی عجیب کشمکش کے شکار تھے۔

ابلیس جانتا تھا کہ امیرالمومنین کی امارت وریاست اور ''**من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ**'' کی دلنشین آواز سے انسانوں کے لئے گمراہی وضلالت کا کوئی راستہ نہیں بچے گا اسی لئے اس نے اس منظر کو دیکھ کر ایک چیخ ماری اوراپنے تمام چیلے چپاٹوں کو بلایا۔ سبھی شیاطین اس کے پاس جمع ہوئے اور کہا: اے ہمارے آقا! یہ کیسی چیخ تھی......کس چیز نے آپ کو اتنا وحشت زدہ کیا ہے؟ ہم نے اس سے قبل آپ کی ایسی وحشت ناک آواز نہیں سنی تھی......؟

ابلیس نے کہا: رسولؐ نے ایسا کام کیا ہے کہ اگر وہ مثمر ثمر ہو گیا تو اس روئے زمین پر کبھی خداوند عالم کی معصیت نہیں ہو گی۔

شیاطین نے کہا: اے آقا! آپ وہی ہیں جس نے آدم کو گمراہ کیا!......لیکن ایسا لگتا ہے کہ آج کے بعد یہ امت مرحومہ گناہ سے محفوظ ہو جائے گی، پھر ہم لوگ اس امت کے ساتھ کچھ نہیں کر پائیں گے کیونکہ رسولؐ نے اپنے بعد کے امام اور امت کی پناہ گاہ کو پہچنوا دیا ہے۔

ابلیس نے کہا: وائے ہو تم لوگوں پر......تمہارا آج، عیسیٰ کے دن کی طرح ہے، خدا کی قسم! میں لوگوں کو علیؑ کے متعلق گمراہ کر دوں گا۔

لوگ نہیں دیکھ رہے تھے لیکن میں دیکھ رہی تھی کہ شیاطین کس طرح اپنے سروں پر خاک ڈال رہے ہیں اور گریہ وزاری کر رہے ہیں۔

ابلیس نے کہا: تمہیں کیا ہو گیا ہے؟

سب نے کہا: یہ کیسا واقعہ رونما ہوا ہے؟! ہم سوچ رہے تھے کہ جب محمدؐ اس دنیا سے جائیں گے تو ان کے اصحاب اختلاف کے شکار ہو جائیں گے لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ انہوں نے اپنی وصایت و جانشینی کو خاص افراد میں معین کر دیا ہے......خدا کی قسم! آپ نے ہم سے ایسا نہیں کہا تھا، آپ نے تو کہا تھا کہ جب یہ رسولؐ دنیا سے جائیں گے تو ان کے اصحاب اختلاف کے شکار ہوں گے لیکن یہ ایک مستحکم نظام کی طرح ہے کہ اگر ایک جانشین دنیا سے جائے گا تو اس کی جگہ دوسرا جانشین لے لے گا......رسولؐ نے آج ایسا عہد لیا ہے کہ قیامت تک کوئی توڑنا چاہے تو نہیں توڑ سکتا۔

ابلیس جو بہرحال منافقین کی سازشوں سے باخبر تھا اور جانتا تھا کہ یہ منافقین تخریب ولایت سے دستبردار نہیں ہوں گے......مخصوص انداز میں بولا:

ہرگز ایسا نہیں ہے...... بالکل مطمئن رہو...... اصحاب نے جو عہد و پیمان کیا ہے وفا نہیں کریں گے، جو لوگ رسولؐ کے ساتھ ہیں انہوں نے مجھ سے وعدے کئے ہیں کہ جو کچھ کہا ہے اس کا اقرار نہ کریں، میں جانتا ہوں کہ مجھ سے کئے گئے وعدہ کی مخالفت نہیں کریں گے۔

یہ سن کر شیاطین اپنے اپنے کام پر چلے گئے۔

☆ ☆ ☆

مآخذ:...... کتاب سلیم ص ۱۴۵؛ کافی ج ۸ ص ۳۴۵؛ تفسیر قمی ج ۲ ص ۲۰۱؛ تاویل الآیات ج ۲ ص ۳۴۷،۴۷۴ ح ۵/۶،۵؛ تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۳۰۱ ح ۱۱/؛ الاقبال ج ۲ ص ۲۴۹؛ شرح الاخبار ج ۲ ص ۲۳۶؛ مدینۃ المعاجز ج ۲ ص ۲۴۳؛ بحار الانوار ج ۲۸ ص ۲۵۶ ح ۴۰/؛ ج ۳۱ ص ۶۳۷، ج ۳۷ ص ۱۱۹، ۱۳۵، ۱۶۴، ۱۶۸، ج ۶۳ ص ۲۵۶؛ عوالم العلوم ج ۳/۱۵ ص ۱۲۵، ۱۴۱، ۳۰۳

ابلیس کا آخری نقشہ

مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ ابلیس اعلان ولایت کے انوکھے جشن و مراسم سے اتنا لرزہ براندام ہوگا...... تبھی میں نے دیکھا کہ شیاطین سے اس کی گفتگو کے متعلق آیۂ مبارکہ نازل ہوگئی:

﴿وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ ''اور ابلیس نے ان کے بارے میں اپنا گمان درست پایا اور انہوں نے اس کی پیروی کی سوائے مومنوں کی ایک جماعت کے''۔(۱)

جیسے ہی یہ آیت نازل ہوئی، ابلیس خوشی سے چیخنے لگا اور جو شیاطین واپس جا رہے تھے، ان سے بولا: خداوند عالم نے میری بات کو اپنی کتاب کی ایک آیت میں بیان کیا ہے۔ پھر شیاطین اپنے اپنے کام پر لگ گئے۔

میں ابلیس کے کریہہ چہرے کی طرف دیکھ رہی ہوں کہ وہ منافقین کے حرکات و سکنات کو کتنی باریک بینی سے دیکھ رہا تھا جنہوں نے اس سے تعاون و ہمکاری کا وعدہ کیا تھا۔ جب منافقین نے امیر المومنینؑ کے انتصاب پر اعتراض کرنا شروع کیا تو ابلیس نے دوسری مرتبہ نعرہ بلند کیا۔

۱۔ سبا/۲۰

جب سبھی شیاطین اس کے پاس جمع ہوئے تو بولا: تم سب جانتے ہو کہ میں نے ہی آدم کو گمراہ کیا تھا۔ انہوں نے ہامی میں سر ہلاتے ہوئے کہا: ہاں، ہم جانتے ہیں۔ بولا: آدم نے صرف عہد توڑا تھا لیکن وہ کافر نہیں ہوئے تھے لیکن انہوں نے تو عہد شکنی بھی کی اور رسول کے سلسلے میں کافر بھی ہوئے۔

ابلیس اس بات سے خوش تھا کہ اس کی بات کو خدا نے آیت میں نقل کیا ہے، لیکن وہ ان مومنین سے بری طرح پریشان تھا جو اس کے بس میں آنے والے نہیں تھے؛ اسی لئے اس نے آسمان کی طرف اپنا سر بلند کر کے خداوند عالم سے کہا: تیری عزت و جلالت کی قسم! مومنین کے اس گروہ کو بھی منافقین سے ملحق کر دوں گا۔

پھر آیت نازل ہوئی، رسول اکرمؐ جو ابلیس اور شیاطین کے اضطراب کو دیکھ رہے تھے، ان کو خطاب کر کے آیۂ مبارکہ کی تلاوت فرمائی: ''ہاں! لیکن میرے واقعی اور مخلص بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں چلے گا''۔(۱)

اس واقعہ کے بعد شیاطین جدا ہو گئے لیکن تھوڑی دیر بعد اس نے پھر چیخ ماری، جب سبھی جمع ہوئے اور چیخ کی وجہ دریافت کی تو کہا: خدا کی قسم! یہ چیخ علیؑ کے اصحاب کی وجہ سے تھی جو میرے بہکاوے میں نہیں آئیں گے۔

اس کے بعد کہا: پروردگار! مجھے تیری عزت وجلالت کی قسم! میں ان کے سامنے گناہوں کو اتنا خوبصورت بنا کر پیش کروں گا کہ وہ اس کے مرتکب ہو جائیں گے اور اس طرح وہ تیری بارگاہ میں مبغوض قرار پائیں گے۔

گویا ابلیس چاہتا تھا کہ وہ ولایت اہل بیتؑ سے لوگوں کو منحرف کر کے فخر ومباہات کرے،

۱۔ حجر/۴۲

میرے لئے حیرت کی بات یہ تھی کہ میں اسے روئے زمین پر لوگوں کے درمیان دیکھ رہا تھا۔

میں نے اسے ایک بوڑھے مرد کی شخص میں دیکھا جو رسول اکرمؐ کی خدمت میں آ کر طنز آمیز لہجہ میں کہنے لگا: اے محمد! کتنے کم ہیں وہ لوگ جنہوں نے آپ کے چچیرے بھائی کے سلسلے میں آپ کی بات پر بیعت کی ہے۔ یہ اس جم غفیر کی اکثریت کی عہد شکنی کی جانب اشارہ تھا کہ جو اس دن اس بات کے اظہار سے پرہیز کر رہے تھے۔

☆ ☆ ☆

حوالجات کے لئے صفحہ ۹۳ کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیں۔

شاعرولایت

میری سرزمین پرتیسری مرتبہ اذان کی دلنشین آواز گونجنے لگی جو قافلہ والوں کونماز صبح کے لئے بیدار کررہی تھی......انیسویں کی صبح ۔نماز صبح کے بعد لوگ پھر سے دونوں خیموں کے سامنے قطاریں لگا کرکھڑے ہوگئے اورگزشتہ روز کی طرح بیعت کرنے لگے۔

انیسویں کے دن میری سرزمین پرایک یادگارواقعہ پیش آیا جواس دن رونما ہونے والے واقعات میں سب سے اہم تھا اور وہ ہے :قصیدۂ ولایت ۔ جی ہاں!اس مراسم میں صرف ایک قصیدہ کی جگہ خالی تھی جسے حسان بن ثابت انصاری نے فی البدیہہ کہا۔

لوگوں کے بقول : حسان عرب کے زبردست شاعر تھے جو فی البدیہہ نپے تلے اشعار کہتے تھے......اس منفرد منظرکو دیکھ کر وہ بھی وجد میں آگئے اور دس اشعار پر مشتمل بہترین قصیدہ کہا۔

واقعہ یہ ہے کہ وہ رسول اکرمؐ کی خدمت میں آئے اورعرض کی : یارسول اللہ! کیا اجازت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالبؑ اوراس پرشکوہ واقعہ کی مناسبت سے کچھ اشعار پڑھوں ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: خداکے نام کی برکت سے پڑھو۔

رسول اکرمؐ کے حکم سے لوگ ایک جگہ جمع ہوگئے ،اچھی خاصی بھیڑ ہوگئی ،سماعتیں حسان کی طرف لگی ہوئی تھیں......حسان اپنی آواز دوسروں تک پہنچانے کے لئے ایک بلند جگہ پر چلے

گئے اور کہا: رسول کی تائید اور گواہی سے میری بات کو غور سے سنو؛ پھر انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

> رسول اسلامؐ نے غدیر کے دن مقام خم میں مسلمانوں کو آواز دی، رسول کی آواز پر توجہ دو۔ انہوں نے فرمایا: تمہارا مولا اور نبی کون ہے؟ انہوں نے حق کا انکار کئے بغیر صراحت کے ساتھ جواب دیا: آپ کا خدا ہمارا مولا ہے اور آپ ہمارے نبی ہیں اور اس ولایت کے سلسلے میں آپ ہم میں سے کسی کو نافرمان نہیں پایئے گا۔ اس وقت رسولؐ نے علیؑ سے فرمایا: اے علی! اٹھو، کیوں کہ میں نے تمھیں اپنے بعد لوگوں کا امام اور ہادی تجویز کیا ہے۔ جس کا میں مولا ہوں علی اس کے ولی وحاکم ہیں، اب تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم لوگ اس کے سچے مددگار اور دوست رہو۔ پھر دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے: خدایا! جو اس سے دوستی کرے تو اس کو دوست رکھ اور جو دشمنی کا مظاہرہ کرے اسے دشمن رکھ۔

رسول اکرمؐ نے حسان کے قصیدہ پر مہر تائید ثبت کرتے ہوئے فرمایا: اے حسان! جب تک اپنی زبان سے ہمارا دفاع کرو گے روح القدس کی تائید و نصرت سے سرفراز رہو گے۔ اس دن کے بعد سے سبھی سمجھ گئے کہ اہل بیت کی شان میں کہے گئے اشعار، دوسرے اشعار سے جدا ہوتے ہیں اور ان کا مرتبہ دوسروں سے بالاتر ہوتا ہے۔

☆ ☆ ☆

مآخذ:......بحارالانوار ج۲۱ص ۳۸۸؛ ج ۳۷ص۱۱۲، ۱۶۶، ۱۹۵؛ عوالم العلوم ج ۱۵/۳ص ۴۱، ۹۸، ۱۴۴، ۲۰۱

ولایت کا دائمی شعار

من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ ، اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ...... یہ جملہ میری سرزمین پر ہونے والے پرشکوہ جشن کا عنوان اور ایک گھنٹہ کے خطبہ کا ماحصل ہے۔

رسول اکرمؐ نے ایک کرخت آواز والے کو بلا کر حکم دیا کہ ایک لاکھ بیس ہزار لوگوں پر مشتمل اس مجمع میں گھوم گھوم کر شعار ولایت کا اعلان کرے تا کہ یہ شعار ''ایام ولایت'' کی یادگار بن سکے اور سبھی کو معلوم ہو جائے کہ اس اجتماع کا ماحصل کیا تھا۔

کتنی اچھی اور دلنشین آواز تھی، میری سرزمین کا ایک ایک ذرہ لذت محسوس کر رہا تھا اور اسے اپنے ظرف وجود میں اتار رہا تھا۔ کاش! آپ بھی ہوتے تو دیکھتے کہ چاہنے والے یہ آواز سن کر کتنا خوش تھے......اسی کے برعکس جلنے والے کتنا پیچ و تاب کھا رہے تھے اور آئندہ سازشوں کے جال بُن رہے تھے۔

☆ ☆ ☆

ماخذ: بحارالانوار ج۲۱ص ۳۸۷؛ ج۴۰ص۴۱؛ امالی شیخ مفید ص ۵۷

نفاق کا خیمہ

سن دس ہجری کی انیس تاریخ کا سورج آہستہ آہستہ غروب ہو رہا تھا......اس وقت بہت سے لوگوں نے بیعت کر لی تھی، اس کے باوجود بیعت کا سلسلہ جاری وساری تھا۔

صحرا میں پانچویں اذان کی آواز گونجی: اللہ اکبر۔ سبھی نماز کے لئے تیار ہو گئے اور بیعت کو دوسرے دن پر ملتوی کر دیا گیا......نماز کے بعد لوگ اپنے اپنے خیموں میں آرام کرنے کی غرض سے چلے گئے۔

ذرا منافقین کا حال بھی سنئے......وہ سبھی اپنے خیموں میں جمع تھے اور ولایت کی سربلندی اور اپنی ہار سے پریشان تھے اور ایک دوسرے سے درد دل بیان کر رہے تھے۔ میں آپ سے منافقین کی بے پروا باتوں کا ایک واقعہ بیان کرنا چاہتی ہوں۔ اس رات ایک خیمہ میں تین منافقین ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے:

خدا کی قسم! محمد احمق ہیں جو یہ سوچ رہے ہیں کہ ان کے بعد خلافت صحیح وسالم علیؑ تک پہنچ جائے گی۔

دوسرے نے کہا: انہیں احمق سمجھ رہے ہو؟! کیا تم نہیں جانتے کہ وہ پاگل ہیں۔ تیسرے نے کہا: اسے چھوڑو چاہے احمق ہوں یا پاگل، خدا کی قسم! جو چاہتے ہیں وہ ہرگز محقق نہیں ہو پائے گا۔

خدا کو یاد کر رہا تھا کہ کاش وہاں کوئی پہنچ جائے اور ایسی ذلیل باتوں سے رسول اکرم کو

باخبر کردیتا۔ حذیفہ بن یمان بغل والے خیمہ میں تھے اورانہوں نے ان سب کی باتیں سن لیں۔انہوں نے غصہ کی حالت میں خیمہ کا پردہ ہٹایا اوراپنا سراندر لے کر کہا:

ابھی رسول زندہ ہیں اوران پروحی کا سلسلہ جاری وساری ہے پھر بھی ایسی باتیں کررہے ہو، خدا کی قسم! صبح میں تمہاری باتوں سے آنحضرت کو مطلع کردوں گا۔

منافقین سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ رسول اکرم کا ایک وفادار صحابی ان کی باتیں سن لے گا، اسی لئے انہوں نے کہا: اے حذیفہ! کیاتم یہاں تھے اور ہماری باتیں سن لی۔ جوسنا ہے اسے پوشیدہ رکھو کہ پڑوسی کا حق امانتداری ہے۔

حذیفہ نے کہا: یہ امانتداری کا موقع نہیں ہے اورتمہاری بزم بھی ایسی نہیں ہے، اگر میں نے آنحضرت سے یہ باتیں چھپائیں تو خدااور رسول کا دلسوز وخیر خواہ نہیں۔

انہوں نے کہا: اے حذیفہ! جو چاہو کرو، خدا کی قسم! ہم بھی ان کے سامنے قسم کھا کران باتوں کا انکار کردیں گے اور کہیں گے کہ یہ جھوٹی باتیں ہم سے منسوب کررہے ہیں، کیاتم خیال کرتے ہو کہ رسول تمہاری بات مان لیں گے اور ہماری بات کو جھٹلا دیں گے حالانکہ ہم تین ہیں۔

حذیفہ نے کہا: کوئی بات نہیں...... میرے لئے اہم یہ ہے کہ خدا ور رسولؐ کے سلسلے میں خیرخواہی کا مظاہرہ کروں، تمہیں جو کہنا ہے کہو۔

رات کی تاریکی آہستہ آہستہ چھٹ رہی تھی، اسی وقت اذان کی آواز گونجنے لگی......نماز کے بعداور بیعت کا سلسلہ شروع ہونے سے پہلے ہی حذیفہ رسول اکرمؐ کی خدمت میں آئے، اس وقت امیرالمومنینؑ، ذوالفقار حمائل کئے ہوئے آنحضرتؐ کے پاس موجود تھے۔

حذیفہ نے منافقین کی باتوں سے مطلع کیا......آنحضرتؐ نے قاصد بھیج کران تینوں کو

بلوایا۔آنحضرتؐ نے پوچھا: تم لوگ کیا کہہ رہے ہو؟ کہنے لگے: خدا کی قسم! ہم نے تو کچھ بھی نہیں کہا......اگر ہمارے حوالے سے کوئی بات آپ تک پہنچی ہے تو جھوٹ ہے۔

میں رسول اکرمؐ کے ردعمل کا انتظار کر رہی تھی......البتہ یہ بات پیش نظر رہے کہ منافقین کا جھوٹ اس سے قبل بھی دیکھا گیا تھا......کچھ ہوتا اس سے پہلے ہی مندرجہ ذیل آیۂ مبارکہ کی تلاوت نے میرے دل کو مطمئن کر دیا:

''یہ لوگ اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ انہوں نے کچھ نہیں کہا حالانکہ انہوں نے کفر کی بات کہہ دی ہے اور وہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے ہیں''۔(۱)

اس مقام پر امیرالمومنینؑ کا ارشاد سن کر بھولے نہیں سمایا:

چھوڑو، یہ جو چاہیں کہتے رہیں، خدا کی قسم! میرا دل سینے میں دھڑک رہا ہے اور میری تلوار میرے ساتھ ہے، اگر انہوں نے رخنہ ڈالنے کی کوشش کی تو ان سے مقابلہ کروں گا۔

☆ ☆ ☆

۱۔توبہ/۷۴

ماخذ:......عوالم العلوم ج ۱۵/۳ص ۵۲۔۵۳؛ بحار الانوار ج ۳۷ص ۱۵۱ح ۳۷/۷؛ اثبات الہداۃ ج ۳ص ۵۴۶

جھوٹی قسم

ذرا دس ہجری کی بیسویں تاریخ دیکھئے...... میری سرزمین پر رسول اکرمؐ کے قیام کا آخری دن تھا، آج کے دن جہاں منافقین حیلہ وفریب کے آخری تیر پھینک رہے تھے وہیں خداوند عالم جبرئیل امین کے ذریعہ سے آخری اخطار یہ بھی نازل کررہا تھا۔

بیسویں تاریخ کا سورج طلوع ہوتے ہی بیعت کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوگیا، لوگوں کا آخری دستہ بھی رسول اکرمؐ اور امیر المومنینؑ کی بیعت کرنے میں مشغول تھا۔ لیکن میری سرزمین کے ایک طرف کچھ منافقین جمع تھے، ان میں سے ایک نے کہا:

> قیصر وکسریٰ والے رنگ برنگے اور ریشم کے لباس پہنتے ہیں، لیکن ہم تو ان کے ساتھ دو طرح کی سخت چیزوں میں گرفتار ہیں: ایک یہ کہ روکھی سوکھی غذا کھاتے ہیں اور لباس بھی سخت اور بھاری پہنتے ہیں...... اب جب کہ ان کی موت قریب ہے اور زندگی کا خاتمہ ہونے والا ہے، وہ چاہتے ہیں کہ خلافت علی کے سپرد کردیں، جان لو کہ خدا کی قسم! وہ اس بات سے بھی واقف ہوجائیں گے۔

مقداد ان کی بات سن رہے تھے، وہ رسول اکرمؐ کی خدمت میں آئے اور ان کی باتوں سے باخبر کردیا، رسول اکرمؐ نے...... **الصلاۃ الجامعه**......کی آواز لگوائی تا کہ لوگ جمع ہوں۔

منافقین نے یہ آواز سن کر کہا: مقداد نے ہماری بات پہنچادی ہے۔ چلو ہم اس کی مخالفت

میں قسم کھا کر اسے جھوٹا ثابت کریں۔ وہ سبھی آئے اور رسولؐ کے پاس بیٹھ گئے اور کہا:

اے رسول اللہؐ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو برحق مبعوث کیا اور پیغمبری عطا کی اور تمام انسانوں میں آپ کا انتخاب فرمایا......ہم نے ایسا کچھ نہیں کہا ہے۔

اللہ اکبر ......ایسی دیدہ دلیری اور ایسی جھوٹی قسم نہ دیکھی نہ سنی......درحقیقت یہ ایک طرح کا اعتراف تھا، کیونکہ ابھی تو سوال بھی نہیں کیا گیا تھا، وہ قسم کھا رہے تھے اور انکار کر رہے تھے......نہیں معلوم ان پر عذاب کیوں نہیں نازل ہو جاتا۔

رسول اکرمؐ نے دوبارہ اس آیت کی تلاوت فرمائی جو ان کے جھوٹ کو آشکار کرنے کے لئے کافی تھی:

''یہ لوگ اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ انہوں نے کچھ نہیں کہا حالانکہ انہوں نے کفر کی بات کہہ دی ہے اور وہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے ہیں''۔(۱)

☆ ☆ ☆

۱۔توبہ/۷۴

ماخذ:......بحارالانوار ج ۷۳ ص ۱۵۱،۱۵۴،۱۶۰،۱۶۱،۱۶۲؛ عوالم العلوم ج ۱۵/۳ ص ۱۳۹

وسواس خناس

میں آپ سے ایسے واقعات بیان کروں گی جس سے معلوم ہوگا کہ یہ منافقین اعلان ولایت کے عظیم اور پرشکوہ مراسم کو ضائع کرنے میں کسی بھی اقدام سے فروگزاشت نہیں کرتے تھے......حتیٰ یہ سبھی لوگوں کے افکار کو خراب کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے، اسی لئے ان کے متعلق بعض آیات نازل ہوئیں۔

رسول اکرمؐ اوران کے باوفا اصحاب کی نظروں سے دور تین روزہ بیعت کے ایام میں انہوں نے لوگوں کے قلوب میں جو وسوسہ ڈالا تھا، وہ ایسی سازش تھی جسے منافقین نے شروع کیا تھا، ان منافقین میں سرفہرست عمر بن خطاب تھے جنہوں نے بعض لوگوں کو مخاطب کر کے کہا تھا:

''میں قریش کو ابوطالبؑ اوران کے فرزندوں کی خاطر ذلیل ورسوا کرنے سے کسی بھی چیز سے دریغ نہیں کروں گا''۔

خدا کا شکر کہ قرآن کی آیات نے ہمیشہ کے لئے تاریخ میں ان کے پست وذلیل حرکات کو نمایاں وآشکار کردیا؛ چنانچہ خدا فرماتا ہے:

﴿مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ☆الَّذِی یُوَسْوِسُ فِی صُدُورِ النَّاس﴾ میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں پس پردہ رہ کر وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے اوراس سے جو

لوگوں کے دلوں میں وسوسے پیدا کرتا ہے۔(۱)

کچھ دوسرے منافقین بھی لوگوں کے درمیان کہہ رہے تھے: محمدؐ نے ہر آن ہمیں ایک نئے امر کی دعوت دی ہے اور اب اپنے اہل بیت کے متعلق ایک نیا سلسلہ شروع کیا ہے تا کہ ہمارے تمام اختیارات ان کے سپرد کردیں۔ کچھ دوسرے کہہ رہے تھے: محمد کب تک ان واجبات کو ایک کے بعد ایک ہم پر واجب کرتے رہیں گے۔

رسول اکرمؐ پے در پے سازشوں کو دیکھتے ہوئے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:

کہہ دو کہ میں تمہیں صرف ایک چیز (ولایت) موعظہ کرتا ہوں۔ پھر فرمایا: میں خدا وندعالم کی طرف واجب کردہ ایک امر کو تم تک پہنچایا ہے۔ پھر آپ نے آیت کے آگے کے حصے کی تلاوت فرمائی: تا کہ تم اللہ کے لئے ایک ایک دو دو کر کے اٹھ کھڑے ہو۔(۱)

☆ ☆ ☆

ا۔ ناس/۴۔۵

۲۔ سبا/۴۶

ماٰخذ:......المثالب (ابن شہر آشوب، نسخہ خطی ص ۳۵۶؛ بحار الانوار ج ۲۳ ص ۳۹۱ ج ۳۷ ص ۱۶۰؛ عوالم العلوم ج ۱۵/۳ ص ۱۴۱

مولا یعنی کیا......؟

کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ کے کلام میں شک وشبہ ایجاد کرنا صرف آپ کے زمانے کا مشغلہ ہے اور یہ صرف آپ کے عہد میں ہو رہا ہے؟ ہرگزنہیں...... **من کنت مولاہ** کے معنی میں تین روزہ مراسم کے آخری دن سے جو اولین شک وشبہ ایجاد کیا گیا وہ ابھی تک جاری وساری ہے۔

میں آپ سے بیان کروں کہ جو لوگ ادبیات عرب میں بھرپور مہارت کا دعویٰ کرتے تھے، انہوں نے کس طرح لوگوں کے درمیان اظہار تشکیک کیا اور جو ابھی تک نہیں سمجھ پائے کہ تین روزہ مفصل مراسم سے رسول اکرمؐ کا مقصد کیا تھا اور حدیث غدیر میں ''مولا'' کا کیا مطلب ہے......!؟

لوگوں کے درمیان یہ شک وشبہ ایجاد کرنے کے بعد یہ منافقین گستاخانہ طور پر خود رسول اکرم کی بارگاہ اقدس میں باطنی خباثت کا اظہار کرنے کی جسارت کرنے لگے۔

انہوں نے کچھ لوگوں کو رسول اکرمؐ کی خدمت میں بھیجا تا کہ ان کی طرف سے سوال کریں کہ اتنے طویل خطبہ اور...... **من کنت مولاہ**...... سے آپ کی کیا مراد ہے؟ آنحضرتؐ نے واضح اور دوٹوک لہجہ میں فرمایا:

ان سے کہہ دو کہ میرے بعد علیؑ مومنین کے اوپر صاحب اختیار، میری امت کے

سب سے زیادہ دلسوز ہیں۔

میں آنحضرت کی اس بردباری اور تحمل سے حیرت زدہ تھی لیکن آپ کا یہی خلق عظیم تھا جس نے بہترین اور انتہائی مکمل شکل میں اعلان ولایت کو پائے تکمیل تک پہنچایا۔

☆ ☆ ☆

ماخذ:......بحار الانوار ج۲۸ ص۲۰۰

تنزیل من رب العالمین

میری سرزمین پر رونما ہونے والے واقعات اور یادگار لمحات انہیں تین دنوں میں اختتام پذیر نہیں ہوئے کیونکہ مخالفین نے تخریب ولایت کے سلسلے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔

چونکہ یہ اپنی گزشتہ سازشوں میں بری طرح شکست سے دوچار ہوئے تھے اس لئے انہوں نے یہ افواہ پھیلانا چاہا کہ خداوند عالم نے حضرت علیؑ کی ولایت کے سلسلے میں رسول اکرم کو کوئی حکم نہیں دیا تھا، انہوں نے اپنی طرف سے یہ بات کہہ کر خدا سے منسوب کر دیا ہے۔ منافقین یہ بات لوگوں کے درمیان مشہور کر رہے تھے:

> نہیں، نہیں خدا کی قسم!......خدا نے ان کو اس بات کا حکم نہیں دیا ہے بلکہ یہ بات ناحق خدا سے منسوب کی گئی ہے، محمد اپنے پروردگار سے جھوٹی بات منسوب کر رہے ہیں، اس نے علی کے بارے میں ایسا کوئی حکم صادر نہیں کیا ہے، خدا کی قسم ! یہ خدا کا امر نہیں ہے بلکہ وہ اپنے چچیرے بھائی کی عظمت کو بڑھانا چاہتے ہیں۔

ذرا خالق کائنات کو دیکھئے کہ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی رسول اکرمؐ اور امیر المومنینؑ کی حمایت سے دستبردار نہیں ہے، اسی لئے اس نے فوراً ہی مندرجہ ذیل آیات نازل فرمائی تا کہ ان کی اس سازش کا اسی وقت خاتمہ ہو جائے:

﴿تَنزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ☆ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ☆ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ☆ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ☆ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ☆ وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ☆ وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُكَذِّبِينَ ☆ وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ☆ وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ ☆ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ یہ رب العالمین کا نازل کردہ ہے اور اگر یہ پیغمبر ہماری طرف سے کوئی بات گڑھ لیتا تو ہم اس کے ہاتھ کو پکڑ لیتے اور پھر اس کی گردن اڑا دیتے پھر تم میں سے کوئی مجھے روکنے والا نہ ہوتا۔ اور یہ قرآن صاحبان تقوی کے لئے نصیحت ہے اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے جھٹلانے والے بھی ہیں اور یہ کافرین کے لئے باعث حسرت ہے اور یہ بالکل یقینی چیز ہے لہذا آپ اپنے عظیم پروردگار کے نام کی تسبیح کریں۔(۱)

قرآن کریم کی یہ بولتی ہوئی آیتیں منافقین کا دندان شکن جواب تھیں تاکہ وہ متوجہ ہو جائیں اور اپنی سازشوں سے دستبردار ہو جائیں؛ ان آیتوں سے مندرجہ ذیل نکات سمجھ میں آتے ہیں:

☆ ......حضرت علیؑ کی ولایت خداوندعالم کی جانب سے نازل شدہ ہے، اگر رسولؐ ناحق ہم سے کوئی بات منسوب کریں گے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیں گے اور پھر ان کی رگ گردن کاٹ دیں گے اور تم میں سے کوئی بھی اس کام میں رکاوٹ نہیں بن سکتا۔

☆ ......حضرت علیؑ کی ولایت اس دنیا میں متقین کے لئے ایک تذکرہ ہے، ہم جانتے ہیں کہ تمہارے درمیان ولایت علیؑ کی تکذیب کرنے والے موجود ہیں جو ابوبکر اور عمر ہیں۔

۱۔ حاقہ/۴۳۔۵۲

☆ ...... کافروں کے غم واندوہ اور حسرت کا نام حضرت علیؑ ہے اور ان کی ولایت یقینِ حقیقی ہے، پس اے محمدؐ! اپنے عظیم پروردگار کے نام کی تسبیح پڑھیے اور اس فضیلت پر شکر ادا کیجیے جو آپ کو عطا کیا گیا ہے۔

☆ ☆ ☆

مآخذ:......بحارالانوار ج۹ ص ۲۲۸، ج۲۴ ص ۳۳۷، ج۳۶ ص ۱۰۱،۱۹۴، ج۳۷ ص ۱۲۰،۱۶۰؛ عوالم العلوم ج۱۵/۳ ص ۱۴۱،۱۹۶

کوئی اور......امیر المومنینؑ کی جگہ

جب کوئی راستہ بند ہو جاتا تو منافقین دوسرا بہانہ تلاش کرتے، اس مرتبہ انہوں نے حضرت علیؑ کے علاوہ کسی اور کی خلافت کا مسئلہ پیش کیا اور آپس میں کہنے لگے:

''اے کاش! وہ ہمارے لئے علیؑ کی جگہ کسی اور کو امام معین کرتے اور ان کے علاوہ کسی اور کو یہ عہدہ دیتے...... ہمارے دل ہرگز ان کی ولایت واطاعت کے لئے تیار نہیں ہیں۔ چلو ان کے پاس جا کر یہ پیشکش کریں کہ علیؑ کی جگہ کسی اور کو منتخب کریں؛ کاش! وہ علیؑ کو امام نہ بناتے اور ہم میں سے کسی کو امام بناتے......اگر امام معین کر بھی چکے ہیں تو ان کو برطرف کر کے کسی اور کو ان کی جگہ معین کر دیتے''۔

چنانچہ وہ رسول اکرمؐ کی خدمت میں آئے اور اصحاب صحیفہ میں سے ایک معاذ بن جبل نے سب کی نمائندگی میں یہ درخواست پیش کی...... حیرت کی بات یہ ہے کہ اس نے حضرت علیؑ کی جگہ ایک دو لوگوں کے نام بھی پیش کئے۔

انہوں نے کہا: ''یا رسول اللہ! لوگ ابھی ابھی مسلمان ہوئے ہیں، وہ اس بات سے راضی نہیں ہوں گے نبوت آپ میں اور امامت کے چچیرے بھائی علی میں منحصر ہو جائے، اگر آپ ان کی جگہ کسی اور کو یہ عہدہ دیتے تو بہتر ہوتا''۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا:

میں نے یہ اپنی طرف سے نہیں کیا ہے، مجھے اس سلسلے میں کوئی اختیار نہیں ہے،

خداوند عالم نے حکم دیا ہے اور اس کے ابلاغ کو میرے اوپر واجب قرار دیا ہے۔

خداوند عالم نے فوراً ان کا دندان شکن جواب دیتے ہوئے آیت نازل فرمائی:

﴿وَإِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ لايَرْجُونَ لِقَائَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَذَا أَوْ بَـدِّلْـهُ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلاَّ مَا يُوحَى إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَـصَيْـتُ رَبِّـي عَـذَابَ يَـوْمٍ عَظِيم﴾ اور جب ان کے سامنے ہماری آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو جن لوگوں کو ہماری ملاقات کی امید نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا قرآن لایئے یا اسی کو بدل دیجئے تو آپ کہہ دیجئے کہ مجھے اپنی طرف سے بدلنے کا کوئی اختیار نہیں ہے میں تو صرف اس امر کا اتباع کرتا ہوں جس کی میری طرف وحی کی جاتی ہے میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک بڑے عظیم دن کے عذاب کا خوف ہے“۔(۱)

☆ ☆ ☆

۱۔ یونس/۱۵

ماخذ:...... بحار الانوار ج۲۳ ص ۲۱۰، ج۳۶ ص ۱۴۸، ج۳۷ ص ۱۶۰، ۱۶۱؛ عوالم العلوم ج ۱۵/۳ص ۲۹۷؛ تفسیر فرات ص ۱۷۷؛ الصراط المستقیم ج ۱ص ۳۱۴

خلافت میں شراکت

میں جانتی ہوں کہ میرے ساتھ پیش آنے والے ہر واقعہ پر منافقین کی شکست فاش سے آپ خوش ہو رہے ہوں گے......لہذا آیئے میں آپ سے ان کی ایک دوسری سازش سے بھی باخبر کروں......اس مرتبہ انہوں نے خلافت میں مشارکت کا مسئلہ پیش کیا...... پہلے پہل بعض قریشیوں نے دلسوزی کے انداز میں رسول اکرمؐ سے کہا:

اگر آپ اپنے پروردگار کی مخالفت کے خوف سے علیؑ کی جگہ دوسرے کو نہیں لانا چاہتے تو آپ کسی قریشی کو امر خلافت میں علیؑ کا شریک قرار دے دیں تاکہ لوگ اس کی موجودگی سے مطمئن ہو جائیں اور آپ کا یہ کام بھی نتیجہ خیز ہو جائے اور لوگ بھی آپ کی مخالفت نہ کریں۔

پھر معاذ بن جبل کچھ لوگوں کے ہمراہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا:

یا رسول اللہ! اگر آپ ابوبکر و عمر کو امر خلافت میں علیؑ کا شریک قرار دیں تاکہ لوگوں مطمئن ہو جائیں تو آپ کا مقصد پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گا، لہذا آپ ولایت علیؑ میں ان کو شریک قرار دیں تاکہ لوگ آپ کی بات ماننے کے لئے پوری طرح آمادہ ہو جائیں اور پوری طرح آپ کی بات مان لیں۔

اس مرحلہ کے بعد عمر کچھ لوگوں کے ہمراہ رسول اکرم کی خدمت میں آئے، خود عمر نے سب کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا:

یارسول اللہ! ہم نے بتوں کی پرستش چھوڑ دی اورآپ کے مطیع وفرمانبردار ہوگئے لہٰذا آپ ہمیں علی کی ولایت میں شریک قراردیں۔

امر ولایت کے الٰہی ہونے کی بے پناہ تاکید کے بعد بھی اس امر میں شراکت و جانگزینی کی بات سامنے آنا یہ بتا رہا ہے کہ انہوں نے اس اہم امر اور مسئلہ کا مسخرہ بنا رکھا ہے؛ اسی لئے مناسب معلوم ہوا کہ مندرجہ ذیل آیتیں نازل کی جائیں:

﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ☆ بَلِ اللهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ﴾ اور یقیناً تمہاری طرف اورتم سے پہلے والوں کی طرف یہی وحی کی گئی ہے کہ اگرتم شریک قرار دو گے تو تمہارے تمام اعمال برباد کردیئے جائیں گے اور تمہارا شمار گھاٹے والوں میں ہوجائے گا،تم صرف اللہ کی عبادت کرواوراس کے شکر گزار بندوں میں ہوجاو۔(۱)

☆ ☆ ☆

۱۔زمر/۶۵۔۶۶

مآخذ: بحارالانوار ج۲۳ ص۳۶۲ ،۳۸۰؛ ج۳۶ ص۱۵۲؛ ج۳۷ ص۱۲۰،۱۶۰،۱۶۱؛ عوالم العلوم ج۱۵/۳ ص۶۷، ۸۵،۱۳۶،۱۴۹

جبرئیل کا اخطاریہ

اگر میں اپنے ان خاطرات میں جناب جبرئیل کے نزول کا تذکرہ کروں تو آپ کو تعجب ہوگا...... یہ واقعہ اس وقت رونما ہوا جب عمر تنتناتے ہوئے آنحضرت کی بارگاہ سے باہر آئے، تھوڑی دور پر کچھ لوگوں کے ہمراہ گھوڑے پر سوار ایک شخص سے ملاقات ہوئی جس کے سر پر زرد رنگ کا عمامہ تھا اور اس سے مشک کی خوشبو پھوٹ رہی تھی......سوار نے عمر کو مخاطب کر کے کہا:

خدا کی قسم! میں نے آج کے دن کی طرح کوئی دن نہیں دیکھا، انہوں نے اپنے چچیرے بھائی کا معاملہ کتنی تاکید کیساتھ بیان کر دیا، ایسا عہد و پیمان لیا کہ صرف کافر و منافق ہی اس کی عہد شکنی کر سکتا ہے، وائے ہو اس شخص پر جو عہد شکنی کرے۔

سبھی نے دیکھا اور سنا کہ اس شخص نے کیا کہا......لوگوں کی متعجب نگاہیں عمر کے اوپر ٹکی ہوئی تھیں، عمر نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اسی لئے وہ رسول اکرمؐ کی خدمت میں آ کر واقعہ سے باخبر کیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا:

کیا تم اس گھوڑ سوار کو پہچانتے ہو......؟ وہ جبرئیل امین تھے، انہوں نے ولایتی عہد و پیمان کو تمہارے سامنے پیش کیا کہ اگر اسے توڑو گے یا اس میں شک و تردید کے شکار ہو گے تو قیامت کے دن میں تمہارا دشمن ہوں گا......خبردار! تم اس عہد و پیمان کو توڑنے والے نہ ہو جانا، اگر ایسا کرو گے تو خدا اور رسول، ملائکہ اور تمام مومنین تم سے

بیزار ہو جائیں گے۔

کتنا بڑا اخطار یہ ہے......! آخر آئندہ کیسے واقعات پیش آنے والے ہیں جو اس طرح ڈرایا جارہا ہے؟

☆ ☆ ☆

مآخذ:......عوالم العلوم ج ۱۵/۳ ص ۶۷، ۸۵، ۱۳۶، ۱۴۹؛ بحار الانوار ج ۲۳ ص ۳۶۲، ۳۸۰، ج ۳۶ ص ۱۵۲؛ ج ۳۷ ص ۱۲۰، ۱۶۰، ۱۶۱

آسمان میں ملائکہ

اس عظیم اور پرشکوہ جشن غدیر میں ملائکہ کی شرکت اور لوگوں کے سامنے ان کے آنے کا منظر بھی بڑا دلچسپ ہے...... جی ہاں! جبرئیل امینؑ کے نزول کے بعد اب نوبت ملائکہ کی تھی کہ وہ بھی آسمان میں نظر آئیں...... وہ لوگوں کے اوپر پھیل کر چاروں طرف بلند آواز سے کہہ رہے تھے:

''یہ ولی خدا ہے، اس کے مطیع وفرمانبردار رہو...... ورنہ تمہارے اوپر عذاب خدا نازل ہوگا، لہٰذا اس سے پرہیز کرو''۔

مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ پروردگار عالم کی رحمت و برکت نے مجھے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور میری سرزمین کو اس قدر متبرک قرار دیا ہے کہ آج ملائکہ بھی حاضر ہوئے ہیں اور ندائے ولایت کے ذریعہ میری فضا کو معطر کر دیا ہے۔

اے کاش!...... یہ تمام واقعات بطور یادگار محفوظ ہو جاتے۔

☆ ☆ ☆

امیر المومنین اور حضرت عیسیٰ علیہا السلام

میری سرزمین سے وابستہ یادگار لمحے آہستہ آہستہ اختتام کی منزلوں تک پہنچ رہے ہیں، ذی الحجہ کی بیسویں تاریخ کا نصف حصہ گزر چکا تھا، ایک لاکھ بیس ہزار لوگوں نے حضرت علیؑ اور رسول اکرمؐ کی بیعت کر لی تھی، بیعت کے اختتام پر آنحضرتؐ نے امیر المومنینؑ کو مخاطب کر کے فرمایا:

> تمہارے وجود میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام سے ایک شباہت پائی جاتی ہے، اگر اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ میری امت والے تمہارے بارے میں وہی بات کہیں گے جو عیسائیوں نے حضرت عیسی کے بارے میں کہا ہے تو میں ایسی بات کہتا کہ تم جہاں سے بھی گزرتے لوگ تمہارے قدموں کی خاک اٹھا کر اسے تبرک کے طور پر اپنے پاس رکھتے۔

میں نے اس نورانی کلام سے ایسی لذت کا احساس کیا کہ اس سے قبل ایسا احساس نہیں ہوا تھا...... آخر میں بھی تو حضرت علیؑ کی خاک پا ہوں، اگر لوگ قدر جانتے تو میری سرزمین کی خاک بھی اپنے شہروں اور گھروں میں لے جاتے۔

کتنی اچھی بات تھی، لیکن یہ بات بھی بعض مخالفین کو گراں گزری...... جو لوگ حضرت علیؑ کی امامت کے سلسلے میں مشکوک تھے لیکن انہیں کے لئے حضرت کی یہ عظیم فضیلت کانٹے کی

طرح کھٹک رہی تھی۔اسی لئے وہ نفرت واستہزا کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ آپس میں کہنے لگے: ذرا دیکھو تو انہوں نے کس طرح اپنے بھائی کو عیسی بن مریم علیہا السلام کے مانند قرار دے دیا......ایسی بات کیسے ممکن ہے۔

منافقین نے تو غصیلے لہجہ میں کہا: کیا ان کو اپنے بھائی کے لے صرف عیسی بن مریم علیہا السلام ہی کی مثال ملی تھی۔

ان میں سے ایک دوسرے شخص نے کہا: محمد کو اپنے بھائی کے لئے عیسی بن مریم علیہا السلام کے علاوہ کوئی اور مثال نہیں ملی، قریب ہے کہ وہ اپنے بعد نبی نہ قرار دے دیں، ہم اپنے جن خداؤں کی پرستش کرتے تھے وہ اس سے بہتر تھے۔

یہ صورت حال دیکھ کر خداوند عالم نے ان کو جواب دینے کے لئے مندرجہ ذیل آیات نازل فرمائی:

﴿وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلاً إِذَا قَوْمُکَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ☆ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوهُ لَکَ إِلَّا جَدَلاً بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ☆إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلاً لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ☆وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ☆ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَاتَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِي هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴾اور جب ابن مریم کو مثال میں پیش کیا گیا تو آپ کی قوم شور مچانے لگی اور کہنے لگے کہ ہمارے خدا بہتر ہیں یا وہ اور لوگوں نے ان کی مثال صرف ضد میں پیش کی تھی اور یہ سب صرف جھگڑا کرنے والے تھے ورنہ عیسی ایک بندے تھے جن پر ہم نے نعمتیں نازل کیں اور انہیں بنی اسرائیل کے لئے اپنی قدرت کا ایک نمونہ بنا دیا اور اگر ہم چاہتے تو تمہارے بدلے ملائکہ کو زمین میں بسنے

والا قرار دے دیتے اور بیشک یہ قیامت کی واضح دلیل ہے لہذا اس میں شک نہ کرو اور میرا اتباع کرو کہ یہی سیدھا راستہ ہے۔(۱)

☆ ☆ ☆

زخرف/۵۸_۶۱

ماخذ:......کافی ج۱ص۴۲۲ح/۴۷؛ ج۸ص۵۷ح/۱۸؛تفسیرقمی ص۶۹۵؛ الفضائل (شاذان)ص۸۴؛تفسیرص ۱۹۰،۵۰۵؛مناقب ابن شہرآشوب ص۳ح/۴۰؛اربعین منجب الدین ص۸۳؛العمدہ (ابن بطریق)ص۱۰۱؛الاقبال ص۴۵۳_۴۵۹؛ حلیۃ الابرار ج۲ص ۱۲۵؛ مدینۃ المعاجز ج۲ص ۲۴۷_۲۷۶؛ بحار الانوار ج۸ص ۶ح/۱۰؛ ج۱۵ص۶ح/۶؛ ج۳۵ ص ۳۲۰_۳۲۳ح/۲۲؛ ج۳۷ص ۱۶۲،۱۶۶،۱۷۳،۱۷۶؛ ج۴۲ص ۴۰_۴۴ح/۱۴؛ ج۹۴ص۱۳ح/۲۲؛عوالم العلوم ج۱۵/۳ص ۵۶ح/۲۲،ص۶۸ح/۴۵،ص۱۳۰ح/۱۸۵ص۳۰۶؛تفسیر الثعالبی ج۳ص۲۳۹؛تفسیرالقرطبی ج۸ص۳۱۵،۳۱۶؛ج۱۰ص۲۲۵؛زادالمسیر ابن جوزی ج۴ص۱۰

قلعۂ خدا کا امین

نہیں معلوم ان کے دلوں میں کیسا بغض و کینہ تھا کہ وہ خدا کی جانب سے نازل ہونے والی دھمکیوں کو سن کر بھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آرہے تھے...... خداوند عالم کی جانب سے ان کے متعلق آیت کے نزول کے بعد بھی ان میں سے ایک منافق نے کہا:

> محمدؐ اپنی اور اپنے بھائی کی مدح وستائش میں مبالغہ کررہے ہیں، انہوں نے ابھی جو کہا ہے وہ خدا کی طرف سے نہیں تھا بلکہ چونکہ وہ جانتے ہیں سبھی ان کی بات مان لیں گے اس لئے وہ اپنی اور اپنے بھائی علی کی ریاست و امارت کو ہم پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔

میں ان کے مکروہ چہروں کو دیکھ رہی ہوں کہ وہ پھر سے کسی آیت کے نزول کے منتظر ہیں لیکن اس مرتبہ خداوند عالم نے اپنے رسول کے ذریعہ دندان شکن جواب نازل فرمایا:

> اے محمد! ان سے کہہ دیجئے کہ ان میں سے کون سی فضیلت قابل انکار تھی، خداوند عالم عظیم و کریم اور حکیم ہے، اس نے اپنے بعض بندوں کو منتخب کیا اور جب اپنے اوامر و نواہی کے سلسلے میں ان کی اطاعت کو دیکھا تو ان کو بعض کرامتوں سے مختص کردیا اور اپنے بندوں کے امور کو ان کے سپرد کردیا اور اپنی مخلوقات کی تدبیر و سیاست ان کے اختیار میں دیا ہے۔ کیا تم نے زمین کے بادشاہوں کو نہیں دیکھا کہ جب وہ اپنے کسی

خدمت گزار کے عمل کو پسند کرتے ہیں اور جو کام اس کے سپرد کرتے ہیں اس میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوتا ہے تو قلعہ کے باہر کے بعض امور اس کے حوالے کر دیتے ہیں اور لشکر و رعایا کی سیاست کے سلسلے میں اس پر اعتماد کرتے ہیں۔ محمد بھی اس تدبیر کے سلسلے میں ایسے ہی ہیں جو ان کے پروردگار کی طرف سے عطا کی گئی ہے، انہوں نے علیؑ کو اپنا وصی و جانشین قرار دیا ہے۔

☆ ☆ ☆

ماخذ: حوالجات کے لئے ص ۱۲۱ کا حاشیہ ملاحظہ کریں۔

علوی معجزات

منافقین کے کینہ و دشمنی سے میری سرزمین کے واقعات پر مشتمل ڈائری کے ابھی کچھ صفحات اور ہیں، میں ان کے بغض وعناد کے سلسلے میں جو کچھ کہوں کم ہے...... وہ لوگ پروردگار کا جواب سننے کے بعد بھی آپس میں کہہ رہے تھے:

انہوں نے علی بن ابی طالبؑ کے لئے جو عہدہ پیش نظر رکھا ہے وہ معمولی نہیں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کے خون و مال، اہل وعیال، حقوق واموال اوران کی دنیا وآخرت پر حاکم ہیں، ظاہر ہے اتنی بڑی بات کے لئے کوئی آیت یا ایسی نشانی پیش کرنا ضروری ہے جو ولایت سے مناسبت رکھتا ہوں۔

یہ دیکھ کر رسول اکرمؐ نے امیر المومنینؑ کے سلسلے میں متحقق ہونے والے بعض معجزات اور آیات کو پیش کرتے ہوئے فرمایا:

☆ ......کیا تمہارے لئے تاریک رات میں علی بن ابی طالب کا نور کافی نہیں ہے جو اس وقت ظاہر ہوا جب رسول گھر سے نکل رہے تھے۔

☆ ......کیا تمہارے لئے کافی نہیں ہے کہ علیؑ کے راستہ میں کچھ دیواریں آئیں اور خود بخود ٹوٹتی چلی گئیں اور وہ اس پر عبور کر کے آگے بڑھ گئے تو دوبارہ دیواریں پہلی والی حالت میں واپس آگئیں۔

☆ ......کیا تمہارے لئے کافی نہیں ہے کہ اسی غدیر کے دن جب رسول اکرمؐ نے علی کو عہدۂ ولایت پر منصوب کیا تو آسمان کے دروازے کھل گئے اور وہاں سے ملائکہ اس سرزمین پر شرفیاب ہوئے، وہ گھوم گھوم پر آواز لگا رہے تھے: یہ خدا کا ولی ہے، اس کی اطاعت کرو ورنہ تمہارے اوپر عذاب الٰہی نازل ہوگا لہذا اس سے ڈرو۔

☆ ......کیا تمہارے لئے کافی نہیں ہے کہ جب تم نے دیکھا کہ حضرت علیؑ ایسا راستہ طے کر رہے ہیں جس کے آگے پہاڑ تھے، اس راستہ میں پہاڑ بھی حضرت کے آگے آگے چلنے لگے تا کہ علی اپنے راستہ پر گامزن رہیں اور جب حضرت علی آگے بڑھ گئے تو پہاڑ دوبارہ اپنی جگہ پر واپس آ گئے۔

اس کے بعد رسول اکرمؐ نے فرمایا: خدایا! اس کے بعد بھی اپنی آیات ونشانیاں ان پر نازل فرما تا کہ حجت تمام ہو جائے۔

☆ ☆ ☆

حوالجات کے لئے ص ۱۲۱ کا حاشیہ ملاحظہ کریں۔

سند مکتوب

جشن غدیر کے آخری لمحات میں اعلان ولایت کو مستحکم کرنے کی غرض سے نئی نئی چیزیں ظاہر ہورہی تھیں...... چنانچہ ایام ولایت کی دائمی سند کی حیثیت سے ایک حیرت انگیز اقدام کیا گیا، رسول اکرمؐ نے حکم دیا کہ غدیر کے لئے ایک مکتوب سند آمادہ کیا جائے ۔ یہ سن کر جناب بلال نے......**الصلاة الجامعة**......کی آواز بلند کی تا کہ سبھی جمع ہو جائیں۔

جب تمام مہاجرین وانصار اور دوسرے قبائل کے افراد جمع ہو گئے، آنحضرتؐ نے پہلے قریش کو مخاطب کر کے فرمایا: اے قریش! آج عظمت وشرافت تمہارے لئے ہے، اپنی صفوں کو مرتب کرو۔

پھر قبائل عرب کو مخاطب کر کے کہا: اے عرب! آج عظمت وشرافت تمہارے لئے ہے، اپنی صفوں کو مرتب کرو۔ پھر غیر عرب کو مخاطب کر کے فرمایا: اے موالیو! آج تمہارے لئے شرف وعظمت کا دن ہے، اپنی صفوں کو مرتب کرو۔

آنحضرتؐ کے حکم سے تمام لوگ مرتب صفوں کی طرح آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے قلم ودوات اور کاغذ طلب کیا اور ایک کو حکم دیا کہ میں جو کہہ رہا ہوں اور لوگ اقرار کر رہے ہیں اسے قلمبند کرو۔

سبھی سراپا گوش تھے اور سبھی تعجب کر رہے تھے کہ پہلی مرتبہ آنحضرت تحریری اقرار لے رہے ہیں: **بسم الله الرحمن الرحيم ، لا اله الا الله محمد رسول الله۔**

پھر پوچھا: کیا تم لوگ اس بات کی گواہی دے رہے ہو؟ سب نے کہا: جی ہاں۔فرمایا: کیا جانتے ہو کہ خداوندعالم تمہارا مولا اور صاحب اختیار ہے؟ سب نے کہا: خدا کی قسم! جی ہاں۔ پوچھا: کیا جانتے ہو کہ میں تمہارا مولا اور تم پر صاحب اختیار ہوں۔سب نے کہا: خدا کی قسم! جی ہاں۔یہ سن کر آنحضرت نے امیر المومنین کا بازو پکڑ کر اتنا بلند کیا کہ سفیدی بغل نمایاں ہوگئی، پھر آپ نے وہ بات کہی جسے آپ نے اپنے خطبہ میں اہم موقع پر کہی تھی؛ آپ نے فرمایا:

من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اللھم وال من والا و عاد من عاداہ و انصر من نصرہ واخذل من خذلہ ''جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ علی مولا ہیں، خدایا ! اسے دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور اسے دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے، خدایا ! اس کی مدد کر جو علی کی مدد ونصرت کرے اور اسے ذلیل وخوار کر جو علی کو ذلیل وخوار کرنے کی کوشش کرے''۔

آنحضرتؐ کے حکم کی تعمیل کے بطور یہ ساری باتیں لکھ دی گئیں تاکہ آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے سند کی حیثیت سے ثبت ہوجائے۔ میں چاہتا تھا کہ اس مقام پر میں منافقین کی آنکھوں میں یاس وناامیدی دیکھوں ......لیکن......۔

اس تحریری اقرار کے بعد خداوندعالم نے بعض آیتیں نازل فرمائیں تاکہ ولایت کا الٰہی ہونا ثابت ہوجائے اور جو لوگ رسول اکرمؐ کو گمراہ اور خواہشات نفس کا پابند سمجھ رہے تھے ان کا منھ بند کیا جاسکے:

قسم ہے ستارہ کی جب وہ ٹوٹا، تمہارا ساتھی نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بہکا اور وہ اپنی خواہش سے کلام بھی نہیں کرتا ہے اس کا کلام وہی وحی ہے جو مسلسل نازل ہوتی رہتی ہے۔

ماخذ:......بحارالانوار ج ۳۵ ص ۲۸۲؛ عوالم العلوم ج ۱۵/۳ ص ۱۵۱

تین دنوں بعد شک و تردید

بیس ذی الحجہ کی تاریخ کے آخری لمحات تھے...... اب لوگ سفر کے لئے آمادہ ہو رہے ہیں، خدایا! مجھے ان کی یاد بہت آئے گی، البتہ یہ بات پیش نظر رہے کہ میری مراد رسول اکرمؐ، اہل بیتؑ اور ان کے شیعہ ہیں۔

سبھی ایک دوسرے سے یہ بات کر رہے ہیں کہ ہم اپنے اپنے وطن جا کر ولایت کی بات عام کریں گے، ایک شور و غل ہے...... لیکن اس شور و غل میں اس مرتبہ منافقین سے حارث فہری سامنے آیا۔ میں اسے دیکھ رہی ہوں کہ اپنی جگہ سے اٹھ کر گستاخانہ انداز میں رسول اکرمؐ کے سامنے کھڑا ہوا اور بولا:

جب یہی طے ہے کہ آپ خدا کے رسولؐ ہوں، علی آپ کے بعد آپ کے جانشین، آپ کی بیٹی فاطمہ عالم کی عورتوں کی سردار، حسن و حسین جوانان جنت کے سردار تو پھر دوسرے قریش کے لئے کیا بچے گا؟

خدایا! پھر سے صبر و تحمل...... آخر کب تک رسول اکرمؐ کی اہانت کی جائے گی اور وہ خاموش رہیں گے؟ میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ نے نرم لہجہ میں فرمایا: میں نے ان مقامات کا تعین نہیں کیا ہے بلکہ خداوند عالم نے معین فرمایا ہے۔

حارث آپے سے باہر تھا، اس نے اپنے اندر بھرے ہوئے کینہ و دشمنی کو آشکار کرتے ہوئے کہا:

اے محمدؐ! آپ نے...... **لااله الا الله**......کا اقرار کرنے کے لئے کہا، ہم نے مان لیا،
پھر آپ نے اپنی نبوت کا اقرار لیا ہم نے اقرار کیا حالانکہ ہمارا دل قطعی راضی نہیں تھا۔
پھر آپ نے روزہ ونماز کا حکم دیا ہم نے مان لیا، پھر حج خمس اور زکات کا حکم صادر کیا
ہم نے وہ سارے اعمال انجام دیئے لیکن آپ نے اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ اب اپنے
بھائی کو منصوب کر دیا اور کہا: **من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اللھم وال من والاہ** ...... کیا یہ خداوند عالم کی طرف سے تھا......؟

رسول اکرمؐ نے فرمایا: خداوند عالم کی جانب سے مجھ پر وحی ہوتی ہے، جبرئیل امین واسطہ اور سفیر الٰہی ہیں اور میں لوگوں کے درمیان ابلاغ کرتا ہوں، اس کے علاوہ میں کچھ بھی اپنی طرف سے نہیں کہتا۔

حارث نے دوبارہ کہا: آپ کو اس خدا کا واسطہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، کیا یہ واقعا خداوند عالم کی جانب سے ہے اور آپ کی طرف سے نہیں ہے؟ آنحضرتؐ نے تین مرتبہ فرمایا: اس خدا کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں...... یہ خداوند عالم کا حکم ہے میرا نہیں۔

حارث جو اس وقت تک رسول اکرمؐ اور آپ کے ارشادات پر ایمان وعقیدہ نہیں رکھتا تھا، مسخرہ کرتے ہوئے بولا:

آپ ہمیں علی بن ابی طالبؑ سے محبت کا حکم دیتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ آپ کے نزدیک ویسے ہی ہیں جیسے ہارون موسی کے نزدیک تھے، اس کے شیعہ نورانی اونٹوں پر سوار ہو کر میدان محشر میں آئیں گے اور قیامت کے میدان میں دوسروں پر فخر ومباہات کریں گے یہاں تک کہ وہ حوض کوثر کے کنارے آئیں گے اور اس کا پانی پئیں گے حالانکہ اس وقت امت کے دوسرے افراد جداگانہ طور پر محشور ہوں گے؛ کیا یہ ساری باتیں آسمان سے نازل ہوئی ہیں یا آپ نے اپنی طرف سے کہہ دی ہیں؟

رسول اکرمؐ نے فرمایا: ہاں! ساری باتیں آسمان سے نازل ہوئی ہیں جنہیں میں نے صرف پہنچایا ہے، خدا نے ہمیں عرش کے نیچے نوری خلق فرمایا ہے۔ یہاں تک آتے آتے حارث نے اپنے کفر کا اظہار کرتے ہوئے کہا: اب میری سمجھ میں آیا کہ آپ ساحر وکذاب ہیں، اے محمدؐ! کیا آپ بھی آدم کے فرزندوں میں سے نہیں ہیں؟

آنحضرتؐ نے فرمایا:

ہاں! یہ صحیح ہے......لیکن خداوند عالم نے آسمان کے نیچے ہمیں جناب آدم کی خلقت سے چودہ ہزار سال قبل خلق فرمایا ہے پھر اس نور کو آدم کے صلب میں قرار دیا، وہ نور ایک صلب سے دوسرے صلب میں منتقل ہوتا ہوا عبداللہ اور ابوطالب کے صلب میں جدا ہوگیا۔ بنابریں خداوند عالم نے ہمیں اس نور سے خلق فرمایا ہے، میرے اور علی کے درمیان صرف اتنا فرق ہے کہ وہ میرے بعد نبی نہیں ہوگا۔ اے حارث! خدا سے ڈرو اور علی بن ابی طالب کی دشمنی میں اول فول جو کہا ہے اس سے توبہ کرو۔

☆ ☆ ☆

ماخذ:......بحار الانوار ج۸ ص ۶ ح ۱۰؍؛ ج ۱۵ص ۶ ح ۶؛ ج ۳۵ ص ۳۲۰ـ۳۲۳ ح ۲۲؍؛ ج ۳۷ص ۱۶۲، ۱۶۶، ۱۷۳، ۱۷۶، ؛ ج ۴۲ص ۴۰ـ۴۴ ح ۱۴؍؛ ج ۹۴ص ۱۳ ح ۲۲؍؛ تفسیر قمی ص ۶۹۵؛ الفضائل (شاذان) ص ۸۴؛ تفسیر ص ۱۹۰، ۵۰۵؛ مناقب ابن شہر آشوب ص ۳ ح ۴۰؍؛ اربعین منجب الدین ص ۸۳؛ العمدہ (ابن بطریق) ص ۱۰۱؛ الاقبال ص ۴۵۳ـ۴۵۹؛ حلیۃ الابرار ج ۲ص ۱۲۵؛ مدینۃ المعاجز ج ۲ص ۲۴۷ـ۲۷۶؛ عوالم العلوم ج ۱۵؍۳ص ۵۶ ح ۲۲؍، ص ۶۸ ح ۴۵؍، ص ۱۳۰ ح ۱۸۵؍ ص ۳۰۶؛ تفسیر الثعالبی ج ۳ص ۲۳۹؛ تفسیر القرطبی ج ۸ص ۳۱۵، ۳۱۶؛ ج ۱۰ص ۲۲۵؛ زادالمسیر ابن جوزی ج ۴ص ۱۰

دشمن ولایت پر پتھر کا عذاب

بیسویں تاریخ ختم ہونے والی تھی لیکن حارث بن نعمان فہری کی بات ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی...... مجھے اس کی باتوں سے ظلمت کا احساس ہورہا تھا...... میں سوچ رہی تھی کہ اس قدر اتمام حجت کے بعد ایسے افراد پر عذاب ضرور نازل ہوگا۔

گویا حارث نے خود ہی عقاب الٰہی کا سامان فراہم کیا تھا......اس کے پاس اب کہنے کے لئے کچھ نہیں تھا اسی لئے رسول اکرمؐ کی بارگاہ سے باہر آیا اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر خداوند عالم کو مخاطب کرکے بولا:

> خدایا! اگر محمد جو کچھ کہہ رہے ہیں اس میں صادق ہیں تو مجھ پر آسمان سے پتھر نازل کردے یا کوئی عذاب بھیج دے تاکہ منکرین ولایت کے انتقام ہو اور آئندہ آنے والوں کے لئے نشانی بن سکے، اور اگر اپنی باتوں میں جھوٹے ہیں تو ان پر عذاب نازل کر۔

لوگ حیرت واستعجاب سے حارث کی بے شرمانہ اہانتوں اور رسول اکرمؐ کی متانت آمیز جوابوں کو دیکھ رہے تھے اور آنے والے لمحہ کا انتظار کررہے تھے، خداوند عالم نے بھی فوراً یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ اور اس وقت یاد کرو جب انہوں نے کہا کہ خدایا ! اگر یہ تیری طرف

سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا عذاب الیم نازل کر دے۔(۱)

اس کے فوراً ہی بعد ایک دوسری آیت نازل فرمائی:

﴿وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلَى ضُرٍّ مَسَّهُ كَذَلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُون﴾ ''اگر خدا لوگوں کے لئے برائی میں بھی اتنی ہی جلدی کر دیتا جتنی یہ لوگ بھلائی میں چاہتے ہیں تو اب تک ان کی مدت کا فیصلہ ہو چکا ہوتا، ہم تو اپنی ملاقات کی امید نہ رکھنے والوں کو ان کی سرکشی میں چھوڑ دیتے ہیں کہ یہ یونہی ٹھوکریں کھاتے پھریں''۔(۲)

حارث اسی طرح کھڑا تھا اور ایک کے بعد ایک قرآن کریم کی آیتیں نازل ہو رہی تھیں، چنانچہ اسی وقت یہ آیت بھی نازل ہوئی:

﴿وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَائَهُ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُون﴾ اللہ ان پر عذاب نازل نہیں کرے گا جب تک آپ ان کے درمیان موجود ہیں اور نہ ہی اللہ انہیں عذاب دینے والا ہے جب وہ استغفار کر رہے ہوں۔(۳)

اس آیت کے نزول سے یہ بات معلوم ہوئی کہ رسول اکرم کی موجودگی میں عذاب نازل نہیں ہوتا لہٰذا حارث کی درخواست اسی وقت عملی ہو سکتی ہے جب وہ آنحضرت کی بارگاہ سے دور ہو جائے۔ عذاب نازل نہ ہونے کا دوسرا راستہ توبہ ہے کہ حارث اپنی بات سے پھر

۱۔انفال/۳۲

۲۔یونس/۱۲

۳۔انفال/۳۴

جائے یاپشیمانی کااظہارکرے۔

اسی لئے رسول اکرمؐ نے اس سے فرمایا:اے حارث !یاتوبہ کریامیرے پاس سے چلا جا۔حارث نے بےحیائی کامظاہرہ کرتے ہوئے کہا:اے محمدؐ!دوسراراستہ یہ ہے کہ آپ کے اختیار میں جو ہے......نبوت و ولایت......اس میں قریش کابھی حصہ قرار دیں کیونکہ اس اعتبار سے توعرب وعجم کے تمام تر مناقب وفضائل آپ کے بنی ہاشم سے مخصوص ہوجائیں گے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا:یہ مسئلہ میرے اختیار میں نہیں ہے بلکہ خداوندعالم سے مربوط ہے۔ حارث نے کہا:اگرایساہےتو میں اعلان کرتاہوں کہ میرادل توبہ کے لئے تیارنہیں ہےلیکن آپ کے پاس سے جارہاہوں۔پھروہ اٹھااورتیزی سے اپنے اونٹ کے پاس پہنچااورسوار ہوکرآگے بڑھ گیا۔

سبھی کی نگاہیں اس پرمرکوزتھیں،غرورونخوت کےساتھ اپنے اونٹ پر بیٹھ کرآنحضرت کی بارگاہ سے دورہورہاتھا۔اسی وقت سبھی کی نگاہوں نے ایک عظیم معجزے کامشاہدہ کیا...... اصحاب فیل کےمعجزہ کی طرح؛

خداوندعالم نے آسمان سے ایک پرندہ بھیجاجس کی چونچ میں ایک دال برابرسنگریزہ تھا، وہ اڑتاہواحارث کےسر کےاوپرآیااوراسے چھوڑدیا۔یہ چھوٹاساسنگریزہ اس کے سرمیں گھسا اور بدن کوچیرتاہوازمین میں دھنستاچلاگیا......حارث فورازمین بوس ہوگیا۔اسی وقت ایک سیاہ بادل ظاہرہوا،تیزبجلی چمکی جس نے حارث کے بدن کوجلاکرخاکسترکردیا۔

میں لوگوں کی وحشت زدہ آنکھوں کودیکھ رہی تھی......اسی وقت جبرئیل امین آسمان سے مذکورہ واقعہ پرقرآنی سندکی حیثیت سےبعض آیات لےکرنازل ہوئے:

﴿سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ☆ لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ☆مِنَ اللهِ ذِي الْمَعَارِجِ ﴾ ایک طلب کرنے والے نے عذاب طلب کیا جو نازل ہو کر رہے گا، یعنی کافروں پر اور کوئی اس کو ٹال نہ سکے گا اور وہ خدائے صاحب درجات کی طرف سے نازل ہوگا۔(۱)

رسول اکرمؐ نے اصحاب سے فرمایا: اب جاؤ دیکھو کہ اس نے خداوند عالم سے جس چیز کا مطالبہ کیا تھا وہ اس تک پہنچ گیا۔ پھر آپ نے اس آیہ کریمہ کی تلاوت فرمائی:

﴿أَلَمْ تَرَى أَنَّ اللهَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ﴾ پہلے تو انہوں نے خود ہی درخواست کی اور اس طرح ہر دشمن جبار نے نقصان اٹھایا اور اپنے ہدف سے ہمکنار رہوا۔(۲)

اس طرح خداوند عالم نے حارث اور اس کے جیسے ان لوگوں کو توبیخ کی جو اپنے اعمال اور زبان سے امر الٰہی کا مسخرہ کرتے تھے اور آیہ مبارکہ نازل فرمائی:

﴿أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴾ ”کیا یہ لوگ ہمارے عذاب کے لئے عجلت کر رہے ہیں“۔(۳)

ایک لاکھ بیس ہزار لوگ حارث کے بے جان پڑے ہوئے جسم کے گرد جمع تھے اور اس کے عذاب کا مشاہدہ کر رہے تھے۔ کاش !اس کا سیاہ جسم برسوں اور صدیوں تک انکار ولایت کی یادگار کے طور پر محفوظ رکھتا تا کہ سبھی اس سے عبرت حاصل کرتے۔

اسی وقت رسول اکرمؐ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا: کیا تم لوگوں نے اپنی آنکھوں سے

۱۔معارج/۱۔۳

۲۔ابراہیم/۱۹

۳۔شعرا/۲۰۵

دیکھا؟ سب نے کہا: جی ہاں۔ پوچھا: کیا تم لوگوں نے اپنے کانوں سے سنا؟ سب نے کہا: جی ہاں، یارسول اللہ۔ یہ سن کر آنحضرتؐ نے فرمایا:

خوشا بہ حال اس شخص کے جو علیؑ کو دوست رکھے، وائے ہو اس شخص پر جو علی سے دشمنی کرے۔ میں علی اور اس کے شیعوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ قیامت کے دن اونٹوں پر سوار ہو کر جنت کے باغوں کی طرف جا رہے ہیں، اس وقت ان کے چہرے چمک رہے ہوں گے اور ان کے سروں پر تاج ہوگا۔

☆ ☆ ☆

حوالجات کے لئے ص ۱۲۹ کا حاشیہ ملاحظہ کریں۔

جشن غدیر کا اختتام

میری سرزمین کے یادگار اور خوبصورت لمحات ختم ہونے والے تھے......غروب تک واقعات کا سلسلہ جاری وساری رہا، نماز جماعت کے بعد لوگوں نے اپنا سامان سواریوں پر رکھا اور روانہ ہونے کے لئے تیار ہو گئے۔لیکن ایک اہم کام ابھی باقی تھا، منبر اور اس کے آس پاس کی جگہ کو پتھروں سے گھیر دیا گیا تا کہ سبھی جان جائیں کہ **''مسجد غدیر''** جشن غدیر و ولایت کی یادگار رہے۔

آہ......میں ایک مرتبہ پھر اکیلی ہو جاؤں گی اور صرف سکوت وتنہائی میری مہمان بن کر میرے ہمراہ رہیں گی......اب تو سال میں ایک مرتبہ تھوڑی دیر کے لئے خستہ حال مسافروں کی پذیرائی اور مہمان نوازی میرے نصیب میں آئے گی ......ہاں! میں اس تین روزہ جشن غدیر کو کبھی بھول نہیں پاؤں گی، میرے لئے یہ ایام میری زندگی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ہاں! میرا دل خوش ہے، میں سکوت وتنہائی اور شدت گرمی کو برداشت کرلوں گی صرف اس لئے کہ طول تاریخ میں ہمیشہ اعلان ولایت کی سرزمین کی حیثیت سے پہچانی جاؤں اور وہ سرزمین کوئی اور نہیں بلکہ میں ہوں......**غدیر خم**......۔

سارے مسافر روانہ ہو گئے ...... اہل مکہ، یمن والے اور جنوب کے علاقے میں بسنے

والے قبائل اسی راستہ پر گامزن ہو گئے جس سے آئے تھے۔

قافلہ کے دوسرے افراد رسول اکرمؐ کے ہمراہ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تا کہ اثنائے راہ اپنے اپنے قبیلہ اور علاقے کا راستہ انتخاب کریں اور وہاں سے اپنے اپنے گھروں کو چلیں جائیں۔لوگ زیادہ تھے...... سب کی روانگی میں اچھا خاصا وقت صرف ہوا...... تقریباً بیسویں شب کا اچھا خاصا وقت گزر چکا تھا اور اکیسویں کی صبح نمودار ہونے والی تھی کہ سارے قافلہ والے اپنے اپنے شہروں کی طرف روانہ ہو گئے۔

میں قافلہ والوں کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی ......آہستہ آہستہ وہ دور ہوتے جا رہے تھے، میں اپنی جگہ پر یہ سوچ رہی تھی کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ ایک لاکھ بیس ہزار لوگ اس عظیم تین روزہ جشن غدیر کو بھلا دیں؟!...... مجھے نہیں معلوم......۔

☆ ☆ ☆

ماخذ:......بحارالانوار ج ۳۷ص ۱۳۶، ج ۳۹ص ۳۳۶، ج ۴۱ص ۲۲۸؛ عوالم العلوم ج ۳/۱۵ص ۶۷

تخریب مسجد

برسوں گزر گئے اور میں نے اعلان ولایت کے جشن کو ایک قیمتی اور گرانقدر نگینہ کی طرح اپنے وجود میں محفوظ رکھا......ارے آپ متوجہ نہیں ہوئے!......میں مسجد غدیر کی بات کر رہی ہوں۔ مسجد کے جن حدود کو رسول اکرمؐ اور آپ کے باوفا اصحاب نے معین فرمایا تھا وہ برسوں تک باقی رہا۔

حاجیوں اور دوسرے افراد پر مشتمل قافلے وہاں نماز پڑھتے تھے اور یہاں کی ایک ایک جگہ کو دیکھتے تھے اور اپنے وطن واپس جا کر سبھی سے یہاں کی باتیں نقل کرتے تھے۔

یہاں آنے والے مسافروں سے میں نے سن رکھا تھا کہ رسول اکرمؐ کے بابرکت وجود سے یہ دنیا خالی ہو چکی ہے لیکن ان کے بعد وہی لوگ حضرت علیؑ کے خلاف متحد ہو گئے جنہوں نے ایام ولایت میں آنحضرت پر اعتراض کیا تھا اور بزم غدیر کو خراب کرنے کی نئی نئی سازشیں کر رہے تھے......انہوں نے امیر المومنینؑ کے عظیم فضائل ومناقب کو پس پشت ڈال کر خلیفہ اول کو منبر پر زبردستی بیٹھا دیا۔

میں ہر چیز پر یقین کر سکتی تھی لیکن اس بات پر یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ سازشی جال بچھانے والے اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے......اس وقت اور زیادہ افسوس ہوا جب یہ معلوم ہوا کہ اس کے مرنے کے بعد اسی کا ساتھی وہمدم خلافت کی گدی پر براجمان ہو گیا۔

آہستہ آہستہ مجھے بھی خطرے کا احساس ہونے لگا...... میں سوچنے لگی: وہ ایک دن میرے پاس بھی آئیں گے اور میری اس خوبصورت یادگار کو خراب کرنے کی کوشش کریں گے کیونکہ یہ مسجد دشمنوں کی آنکھوں کا کانٹا تھی اور اہل سقیفہ ایسی عظیم اعتقادی اور تاریخی عمارت کو کبھی برداشت نہیں کر پائیں گے۔

جی ہاں! بالآخر اس مقدس اور تاریخی عمارت کی تخریب کا حکم نامہ صادر ہو گیا۔ خلیفہ دوم کے حکم سے مسجد غدیر مسمار کر دی گئی اور اس کی نشانیوں کو ختم کر دیا گیا...... سقیفہ نے یہ خیال کیا کہ غدیر خم کی آخری یادگار بھی زمانے سے مٹ گئی۔ لیکن اللہ کا شکر کہ ولایت پر جان چھڑکنے والے کچھ جیالوں نے اس کی حفاظت کی اور پچیس سال بعد امیر المومنینؑ کی ظاہری حکومت کے زمانے میں میری مسجد کو دوبارہ تعمیر کیا گیا۔

☆ ☆ ☆

ماخذ:...... مثالب النواصب (خطی نسخہ) ص ۶۳، ۶۴

ظلم بالائے ظلم

میں بہت خوش تھی کہ دوبارہ میرا نام بلکہ اعلان ولایت کی جگہ کا نام زندہ ہوگیا ہے، لیکن میری یہ خوشی وقتی تھی اور صرف کچھ ہی برسوں تک قائم رہی ...... میں نے سنا کہ معاویہ نے خلافت کی باگ ڈور سنبھال لی ہے اور منبروں سے امیر المومنینؑ کی توہین کر رہا ہے۔

مجھے دوسری مرتبہ خوف طاری ہوا...... ہر لمحہ خطرہ کا احساس ہو رہا تھا۔ آہ! میں نے ایک دن دوسو مسلح افراد کو دیکھا کہ وہ میرے پاس آ رہے ہیں......کاش! زمین انہیں اپنے اندر نگل لیتی۔

جب وہ نزدیک آئے تو معلوم ہوا کہ معاویہ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں، اسی کی طرف سے مسجد غدیر کی تخریب پر مامور کئے گئے ہیں......میں بری طرح چیخ رہی تھی، فریاد کر رہی تھی لیکن کسی کو میری فریاد سنائی نہیں دے رہی تھی...... ہاں! انہوں نے دوبارہ اس اعتقادی عمارت کو خاک میں ملا دیا۔

☆ ☆ ☆

ماٴخذ:......مثالب النواصب (خطی نسخہ) ص۶۳، ۶۴

امام حسینؑ غدیر آئے

مسجد کی تخریب کے تیس سال گزر گئے...... میری زمین پر اگنے والے درخت، تالاب اور وہاں کا ایک ذرہ ذرہ ان تمام تر مظالم پر گریہ کناں تھا...... یہ سلسلہ یونہی جاری رہا کہ ایک دن حسین بن علی علیہما السلام کے مبارک قدم نے ہمیں کسی حد تک پرسکون کیا۔

میں نے امام حسینؑ کو ایام طفلی میں ان کے نانا، بابا، مادر گرامی اور بھائی حسنؑ کے ہمراہ دیکھا تھا۔(۱) اس مرتبہ میں نے حضرت کو ایک قافلہ کے ہمراہ دیکھا جو عراق کی طرف جارہا تھا، میں نے بغور آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھا، کتنا غم واندوہ تھا اس چہرے پر...... شاید رسول اکرمؐ، امیر المومنین، فاطمہ زہرا اور بھائی امام حسن علیہم السلام کا غم آپ کو تڑپا رہا تھا۔

حضرت نے کچھ دیر تک میری سرزمین پر توقف فرمایا پھر وہاں سے روانہ ہوگئے، مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ دوبارہ اپنے وجود سے مجھے مشرف نہیں فرمائیں گے اور میں آخری مرتبہ ان کو خدا حافظ کہہ رہی ہوں۔ ہاں! وہ کربلا کی طرف جارہے تھے، جہاں سے واپسی کا امکان نہیں تھا...... آہ! غدیر کی ایک یادگار، عاشورا کی قتلگاہ کی طرف جارہی تھی۔

معاویہ نے اگرچہ میری مسجد کو خراب کردیا تھا لیکن پھر اس کے بعد موقع ملتے ہی بعض

۱۔ یہ واقعہ غدیر میں آپ کی موجودگی کی طرف اشارہ ہے، آپ نے واقعہ کو بچشم خود ملاحظہ فرمایا ہے اور حدیث غدیر کے راویوں میں سے ایک اہم راوی ہیں۔

شیعیان حیدر کردار میری سرزمین پر آئے اور مسجد ولایت کو دوبارہ تعمیر کروایا۔ چنانچہ یہ مسجد امام محمد باقر علیہ السلام کے زمانے تک قائم تھی اور حضرت نے اپنی احادیث میں اس کے متعلق سفارش بھی فرمائی ہے۔

☆ ☆ ☆

ماخذ:......بحار الانوار ج۳۷ ص۲۰۱ ح۸۶/ ؛ غدیر کجا است ص۳۱

امام جعفر صادق علیہ السلام نے شرف قدوم بخشا

وارثین غدیر وولایت سے بہتر کون ہوگا جو میری خاک کو اپنے مبارک قدموں سے متبرک کرے...... میں انتظار کرتی تھی کہ میری سرزمین کے حقیقی وارث یعنی ائمہ طاہرینؑ اپنی سرزمین پر قدم رنجا فرمائیں تا کہ ان کے نورانی چہروں کو دیکھ کر اپنے وجود کو نورانی کرسکوں سقیفہ نے ظلم و بربریت کا جو ننگا ناچ کھیلا تھا اس سے ایسی توقع کیسے کی جا سکتی ہے؟

شاید ائمہ طاہرینؑ حج کے موقع پر میری سرزمین سے عبور کرتے وقت تھوڑی دیر توقف کیا ہو لیکن دشمن کے ظالمانہ ماحول نے اس بات کا موقع فراہم نہیں کیا کہ وہ اس سرزمین کا دنیا والوں کے سامنے تعارف پیش کریں...... یا کم از اپنے آپ کو کما حقہ متعارف کرا سکیں۔

آج مجھے اپنی قسمت پر دوبارہ ناز ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام میری سرزمین پر تشریف لائے ہیں اور اپنے مبارک قدم سے مجھے مشرف فرمایا ہے، میری آنکھیں چھٹے وارث غدیر و ولایت کے نور سے روشن و منور ہیں، جن کی ولایت و امامت کا اعلان رسول اکرمؐ نے ان کے دنیا میں آنے سے پہلے ہی فرما دیا تھا۔

خدا را شکر...... کہ آج مسجد غدیر قائم ہے...... حضرت اعلان ولایت کے موقع پر نہیں تھے لیکن حیرت ہوتی ہے کہ آپ اس سرزمین کے چپے چپے سے واقف ہیں...... آپ یہاں رونما ہونے والے تمام واقعات کو تمام تر جزئیات کے ساتھ بیان کر رہے ہیں۔

حضرت نے مسجد کے بائیں طرف دیکھ کر منبر کی جگہ کی نشاندہی کی اور فرمایا: یہ وہی جگہ ہے جہاں رسول اکرمؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''**من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ**''۔

پھر مسجد کی دوسری طرف دیکھا اور فرمایا: یہ وہ جگہ ہے جہاں سرکردہ منافقین کے خیمے تھے جنہوں نے رسول اکرمؐ کے بارے میں الٹی سیدھی باتیں کیں تو خداوند عالم نے آیہ مبارکہ نازل فرمائی۔

ان واقعات کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا لیکن حیرت تھی کہ امام کو یہ سب کیسے معلوم؟ پھر مجھے یاد آیا کہ رسول اکرمؐ نے فراز منبر سے فرمایا تھا: خدا نے مجھے جو علم دیا ہے وہ سبھی میرے جانشینوں میں قابل مشاہدہ ہے۔ جی ہاں! خدا نے ان ذوات مقدسہ کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔

میں نے امام صادق علیہ السلام کو رخصت کیا اور پھر دوبارہ وارثین کے انتظار میں چشم انتظار بن گئی لیکن مجھے صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ امام کاظم علیہ السلام نے اپنے شیعوں کو میری سرزمین پر مسجد کی سفارش فرمائی ہے کہ وہاں جا کر نماز پڑھو کہ اس کی بہت زیادہ فضیلت ہے اور میرے والد امام جعفر صادق علیہ السلام یہی سفارش فرماتے تھے۔

☆ ☆ ☆

ماخذ:......اثبات الہداۃ ج ۲ ص ۱۶، ۲۱؛ غدیر کجاست ص ۵۷

چودہ سو سال

آیئے...... امام زمانہ (عج) کی غیبت سے لے کر آج تک میں اس سرزمین پر ہونے والے واقعات کو بیان کروں۔ ائمہ طاہرینؑ سے لے کر غیبت صغریٰ تک یہ سرزمین اتنی زیادہ مشہور تھی کہ دشمنوں کو اس بات کی جرائت نہیں ہوئی کہ اسے خراب کریں اور اسے مسمار کریں یا ولایت کے آثار و شواہد کو پوری طرح ختم کردیں...... میں اسی طرح مکہ و مدینہ کے راستہ میں درخشاں نور کی طرح موجود تھی۔

۲۶۰ھ تھی...... میں نے علی بن مہزیار اہوازی کو دیکھا، وہ امامت و ولایت کے آخری وارث کے شوق دیدار میں اپنے بیسویں سفر حج کے لئے مکہ جا رہے تھے...... راستہ میں میری سرزمین پر رکے اور مسجد میں بیٹھ کر کافی دیر تک دعا و مناجات کی اور پھر تھوڑی دیر رکنے کے بعد مکہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

صدیوں تک اسی طرح میری مسجد قائم رہی...... سفر کی تھکن سے چور مسافروں کو اپنی طرف بلاتی اور رسول اکرمؐ اور حضرت علیؑ کی ولایت کی یاد دہانی کراتی تھی...... اگر آپ تاریخ کی ورق گردانی کریں گے تو معلوم ہوگا کہ...... ۳۸۱ھ، ۴۶۰ھ، ۴۸۱ھ، ۵۶۰ھ، ۵۹۸ھ، ۷۲۸ھ، ۷۶۸ھ، ۱۱۶۵ھ، ۱۲۶۵ھ، ۱۳۰۰ھ...... میں میری مسجد کافی مشہور اور پر رونق تھی۔

ان برسوں میں علمائے شیعہ، لوگوں سے اس مسجد کے بارے میں بتاتے تھے اور انہیں اس

مسجد کی طرف جانے کی تشویق کرتے تھے اور میری مسجد میں نماز وعبادت کی تاکید فرماتے تھے اور امکانی صورت میں خود بھی میری مسجد میں آ کر نماز وعبادت بجالاتے تھے۔

چوتھی صدی ہجری کے شیخ صدوقؒ کو دیکھئے......انہوں نے اپنی کتاب میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ ان کے زمانے میں یہ مسجد آباد تھی۔

پانچویں صدی ہجری کے شیخ طوسیؒ اور قاضی ابن براج: کو ملاحظہ فرمایئے......انہوں نے اپنے عہد میں مسجد غدیر کا تذکرہ کیا ہے۔

چھٹی صدی ہجری کے شیخ ابن ادریسؒ اور ابن حمزہؒ کو دیکھئے......انہوں نے اپنی کتابوں میں اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ ان کے زمانے میں یہ مسجد قائم اور آباد تھی۔

ذرا آٹھویں صدی ہجری کے علامہ حلیؒ کو بھی ملاحظہ فرمایئے......انہوں نے اپنی کتاب میں تصریح کی ہے کہ مذکورہ صدی کے اوائل میں یہ مسجد آباد تھی۔ نیز اسی صدی کے اوائل میں شہید اولؒ نے بھی لکھا ہے کہ مسجد غدیر کی چہار دیواری اب بھی باقی ہے۔

آیئے......آپ کو بارہویں صدی ہجری میں لے جاؤں......شیخ یوسف بحرانیؒ لوگوں کو مسجد غدیر جانے کی تشویق کررہے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صدی میں بھی یہ مسجد موجود تھی۔

پھر تیرہویں صدی ہجری میں سید حیدر کاظمی: کو دیکھئے......جنہوں نے مسجد غدیر کا تذکرہ کر کے لکھا ہے کہ مسجد کی دیواریں اب بھی باقی ہیں...... یہ مسجد گزشتہ زمانے میں بہت مشہور تھی۔

ذرا چودہویں صدی ہجری تک آیئے......علامہ محدث نوریؒ اپنے استاد سید مہدی قزوینی حلیؒ کے ہمراہ میری زیارت کو آتے ہیں، وہ حج کے سفر کے دوران یہاں آئے ہیں اور انہوں

نے میری مسجد میں نماز پڑھی ہے، ان دنوں میری مسجد دوبارہ آباد ہوتی ہے۔

☆ ☆ ☆

مآخذ:......من لایحضرہ الفقیہ ج۲ص۵۵۹؛ مصباح المتہجد ص۷۰۹؛ دروس ج۲ص۱۹؛ جواھرالکلام ج۲ص۷۵؛ عمدۃ الزائرص۵۲؛ الکنی والالقاب ج۳ص۶۳؛ الغیبۃ (طوسی) ص ۱۵۵؛ بحار الانوار ج۵۲ص ۵ ح۴؛ مفتاح الجنات (امین) ج۲ص۳۶؛ معالم مکۃ والمدینۃ بین الماضی والحاضر (رغدالعاملی) ص۲۵۳

میں اور عہد حاضر

ہاں...... میں خداوند عالم کی بارگاہ میں شاکی ہوں!!......کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ کیوں اور کس سے؟! وہابیوں سے ان کے بغض وکینہ اور دشمنی کی وجہ سے......آپ اب بھی سوالیہ نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں......آیئے آپ کو بتاتی ہوں۔

ان چودہ صدیوں میں اور عمر و معاویہ کے زمانے کے بعد میری سرزمین کے درخت ختم ہو گئے تھے، تالاب کا پانی کبھی کم ہوتا کبھی پانی سے بھرا رہتا تھا......جغرافیائی اعتبار سے بھی میری سرزمین پر بہت سی تبدیلیاں رونما ہوئیں لیکن میری سرزمین کی مسجد کبھی بھی پوری طرح ختم نہیں ہوئی۔

شیعہ بادشاہ خاص طور سے ہندوستانی شیعہ بادشاہ اپنے اپنے عہد میں موقع ملتے ہی میری تعمیر نو کا انتظام کرتے اور میرے احیاء کا سامان فراہم کرتے تھے......ان کا شعار یہ تھا کہ مسجد غدیر دشمنان ولایت کے آنکھوں میں کانٹا ہے اور یہ عمارت عربستان کے صحرا میں ایک زندہ سند کی حیثیت سے موجود ہے۔

تیرہویں صدی ہجری تک حاجیوں کا راستہ غدیر ہی سے ہو کر مکہ کی طرف جاتا تھا اور مسجد کے آثار اس صدی تک محفوظ تھے......اس صدی کے درمیانی برسوں میں ناصبیوں نے امیر المومنینؑ کی اس عظیم فضیلت کو مخفی کرنے کے لئے راستہ بدل دیا اور اسے میری سرزمین سے

دور کردیا۔

ابھی عربستان پر وہابیوں کی حکومت کے اسّی سال نہیں گزرے تھے کہ وہ میری سرزمین پر آئے اور انہوں نے اس یادگار مسجد کو پوری طرح منہدم کردیا اور اس کے آثار و شواہد پوری طرح ختم کردیئے......انہوں نے جان بوجھ کر مکہ سے مدینہ کی طرف جانے والے راستہ کو مجھ سے دور کیا، ان ذلیلوں نے اس راستہ کو اتنا دور کیا کہ دور سے بھی میری سرزمین دکھائی نہ دے۔

ہاں!......دوبارہ تنہائی و خاموشی میری ہمدم ہوچکی ہے......میں انتظار کررہی ہوں۔

☆ ☆ ☆

ماٰخذ:......غدیر کجاست ص ۶۱

چودہویں صدی ہجری کے آخری سال

وہابیوں کی دشمنی میرے واقعات اور یادگار لمحات کو خاک میں ملا دینا چاہتی ہے گویا خدا چاہتا تھا کہ یہ موت کی طرح حاوی سناٹے کا سینہ چاک کیا جائے...... چودہویں صدی کے اواخر میں جس نے سب سے پہلے مجھے پہچنوانے کی کوشش کی وہ ''عاتق بن غیث بلادی'' نامی ایک سنی عالم تھا جو بلادیہ نامی شہر کے اطراف سے میری سرزمین پر آیا تھا۔

وہ حکومت عربستان کی طرف سے اس بات پر مامور کیا گیا تھا کہ رسول اکرمؐ کی ہجرت کے راستہ کا نقشہ مرتب کرے......وہ اسی راستہ سے میری سرزمین پر پہنچا اور پھر دقیق انداز میں میری حدود کا تعین کیا۔

اس نے ۱۳۹۳ھ اور ۱۳۹۶ھ میں بذات خود اس سرزمین کا سفر کیا اور یہاں رہنے والے لوگوں کے متعلق تحقیق و تفحص کیا اور علاقہ کے تمام تر جزئیات کو جغرافیائی حیثیت سے دقیق انداز میں ثبت کیا۔

اس نے یہاں موجود چشمہ اور تالاب کے حدود معین کئے اور اسی ضمن میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ طول تاریخ میں اس تالاب میں ہمیشہ پانی رہتا تھا اور چاہے جتنا قحط سالی کا زمانہ ہو اس کا پانی خشک نہیں ہوتا تھا۔

خود اس نے بھی تالاب کو پانی سے بھرا ہوا دیکھا اور ساتھ ہی ساتھ پاس کے ایک جنگل

میں سمر نامی درخت کی نشاندہی کی چنانچہ تین روزہ جشن غدیر کے موقع پر بھی اسی نام کے پانچ درختوں کے اوپر رسول اکرمؐ نے کپڑا ڈلوایا تھا، یہ درخت چنار کے درخت سے کافی مشابہ ہے۔

میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ اس کی دو کتابوں...... **علی طریق الهجر** ...... اور...... **معجم معالم الحجاز** ......کا ضرور مطالعہ کریں، اگرچہ وہ سنی ہے لیکن اس نے اپنے گفتگو کے آخر میں لکھا ہے:

> حجۃ الوداع سے واپس آتے ہوئے رسول اکرمؐ نے اسی مقام پر حضرت علیؑ کے متعلق فرمایا: **من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه و عاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله** ۔آنحضرتؐ نے غدیر کا مشہور خطبہ بھی اسی مقام پر دیا تھا جو علی بن ابی طالبؑ کی ولایت پر شیعوں کے دلائل میں سے ایک ہے۔

☆ ☆ ☆

ماٰخذ:......غدیر کجاست ص ۷۷

پندرہویں صدی ہجری

ہجرت کے راستہ کا نقشہ معین ہوئے چھ سال گزر چکے ہیں، لیکن افسوس کہ مکہ سے مدینہ کا راستہ میری سرزمین سے اس قدر دور ہے کہ کوئی بھی یہاں نہیں آتا...... اب تو میں لوگوں کی یادوں سے بھی محو ہو چکی ہوں...... آہ! اب صحرا میں سناٹا ہے اور تالاب پوری طرح خشک ہے اس کے باوجود نہ جانے کیوں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں کے دل میں میرے لئے درد ہے اور وہ میرے بارے میں سوچتے ہیں۔

پندرہویں صدی ہجری کو شاید میرے اوپر کچھ ترس آ گیا ہے...... بزرگ شیعہ عالم علامہ شیخ عبدالہادی فضلی کچھ شیعوں کے ہمراہ مجھے دیکھنے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔

انہوں نے ۱۴۰۲ھ اور ۱۴۰۹ھ میں دو مرتبہ بذات خود اس سرزمین کا سفر کیا ہے، غدیر سے متعلق اپنے گزشتہ مطالعہ اور عربستان کے علاقوں سے دقیق واقفیت کی وجہ سے انہوں نے اس سرزمین کی تاریخی اور جغرافیائی حیثیت کو پیش کیا ہے۔

جی ہاں! انہوں نے اپنی آنکھوں دیکھی باتوں کو تصاویر کے ساتھ مجلّہ ''تراثنا'' کے اکیسویں شمارہ میں صفحہ ۲۸ پر...... سفرنامہ غدیر...... کے عنوان سے نقل کیا ہے، میں آپ سے اس مضمون کے مطالعہ کی گزارش کرتی ہوں۔

اس مضمون میں انہوں نے تاریخی چشمہ کے بارے میں لکھا ہے، یہاں موجود کھجور اور سمر

کے درختوں کا بھی تذکرہ کیا ہے نیز سیلاب کی وجہ سے بعض آثار کے محو ہونے کی تفصیل بھی لکھی ہے......میں جانتی ہوں کہ بہت سے لوگ اس بزرگ عالم دین کے مضمون کو پڑھ کر یہاں آنے کی کوشش کریں گے اور تجلی گاہ ولایت کا بوسہ لیں گے۔

☆ ☆ ☆

ماخذ:......غدیر کجاست ص۸۰

مکہ......میں......اور مدینہ

آج......یعنی اعلان ولایت کے ایک ہزار سے زیادہ مدت گزرنے کے بعد جب میں آپ سے اپنے یادگار لمحات بیان کر رہی ہوں......میری سرزمین ایک صحرا کی طرح ہے جس میں چشمہ بھی ہے اور تالاب بھی۔

میری سرزمین مکہ سے دوسو کیلومیٹر، مدینہ سے تین سو کیلومیٹر، شہر رابغ سے چھتیس کیلومیٹر اور جحفہ نامی جگہ سے آٹھ کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے......یہی جحفہ حاجیوں کی میقات کی جگہ ہے۔آج بھی میں غدیر ہی کے نام سے پہچانی جاتی ہوں۔

آس پاس رہنے والے بہت اچھی طرح میرے نام اور محل وقوع سے واقف ہیں، وہ جانتے ہیں کہ شیعیان حیدر کرار کبھی کبھی مجھے دیکھنے کے لئے اس علاقے میں آتے ہیں اور لوگوں سے پوچھ تاچھ کرتے ہیں۔

علامہ فضلی کو یہاں آئے ہوئے تقریباً بائیس سال گزر چکے ہیں......ان کے مفصل مضمون کی وجہ سے بہت سے شیعہ مختلف علاقوں سے مجھے دیکھنے کے لئے آئے اور میرے بارے میں تفصیل معلوم کرنے کی کوشش کی ہے، میں امامت و ولایت کے بہت سے وفادار چہروں سے آشنا ہوئی ہوں اور اپنی سرزمین پر بہت سے غدیری مہمانوں کی پذیرائی کی ہے۔

ماٰخذ:......غدیر کجاست ص ۶۱-۶۲

شیعو! میری مسجد میں نماز پڑھو

اے شیعو!......اور اے اہل بیتؑ کے چاہنے والو! اگرچہ اب مسجد پوری طرح ختم ہو چکی ہے......آپ سب کو اس کی تخریب پر گریہ کرنا چاہئے لیکن اگر قسمت ساتھ دے اور میری سرزمین پر آنا ہو تو تالاب کے ذریعہ مجھے پہچاننے کی کوشش کیجئے۔

آیئے......یہاں کے ماحول کو محسوس کیجئے اور رسول اکرمؐ کے تفصیلی خطبہ کو دل کی سماعت میں اتارنے کی کوشش کیجئے......پھر وہ عبادت انجام دیجئے جس کی ائمہ طاہرینؑ نے اپنے ارشادات میں سفارش کی ہے......ہاں! اگر آپ آئیں گے تو میں آپ سے بیان کروں گی کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے:

> مسجد غدیر میں نماز پڑھنا مستحب ہے اس لئے کہ اس مقام پر رسول اکرمؐ نے امیر المومنینؑ کو منصوب فرمایا ہے، یہی وہ جگہ ہے جہاں خداوند عالم نے حق کو ظاہر و آشکار کیا۔

میں آپ سے بیان کروں گی کہ لوگوں نے جب امام کاظم علیہ السلام سے مسجد غدیر میں نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: وہاں نماز پڑھو، اس کی خاص فضیلت ہے اور میرے والد گرامی امام صادق علیہ السلام نے بھی اس کا حکم دیا ہے۔

انہیں دستورات کی وجہ سے طول تاریخ میں علمائے شیعہ نے بھی اس مسجد میں نماز پڑھنے کی تاکید کی ہے، ہر صدی کے وفاداران غدیر کی کتابوں کی ورق گردانی کیجئے تو آپ کو معلوم

ہوگا کہ انہوں نے مجھے فراموش نہیں کیا اور میری سرزمین کا تذکرہ انہوں نے حاجیوں اور مسافروں سے کیا ہے، خواہ اس زمانے میں جب پوری آب و تاب کے ساتھ موجود تھی، خواہ ان زمانوں میں جب آج کی طرح یہ مسجد خاک میں مل چکی ہے۔

☆ ☆ ☆

ماخذ:......اصول کافی ج۴ص۵٦٦؛ وسائل الشیعہ ج۳ص۵۴۸

میں آپ کو دعوت دیتی ہوں

یہ میری طرف سے آپ کے لئے ایک رسمی دعوت نامہ ہے......اگر میری زیارت کے لئے آپ کو مناسب موقع فراہم ہواور عربستان کی طرف سے گزرتے ہوئے کبھی میری سرزمین پر آنے کی خواہش ہوتو جان لیجئے کہ یہاں آنے کے دوراستے ہیں:

جحفہ کا راستہ: رابغ کے ائیر پورٹ کے پاس سے جحفہ کے دیہات کے اوائل تک ، پھر وہاں سے ۳۶ رکیلومیٹر شمال کی جانب قصر علیا تک، پھر راستہ کے داہنی طرف دوکیلومیٹر پھر وادی غدیر کے راستہ کے داہنی طرف چھوٹا سا بیابان ہے جس کا فاصلہ میقات جحفہ تک آٹھ کیلومیٹر ہے۔

رابغ کا راستہ: مکہ کے راستہ سے بائیں طرف دس کیلومیٹر تک، پھر داہنی طرف ایک فرعی راستہ غدیر کی طرف گیا ہوا ہے جس کا فاصلہ مشرقی جنوب سے رابغ تک ۲۶ رکیلومٹر ہے۔

☆ ☆ ☆

ماخذ:......غدیر کجاست ص ۶۱ ۔ ۶۲

میں آپ سے باخبر ہوں

میری ڈائری پڑھنے والے!...... میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ آپ نے وقت نکال کر اس ناچیز کی ڈائری کا مطالعہ کیا...... میں جانتی ہوں کہ آپ عقائد سے مربوط لذت بخش لمحات کا مطالعہ کرنے سے کبھی خستہ حال نہیں ہوں گے بلکہ آپ خوشحال ومسرور ہوں گے۔

میں آپ سے آخری بات کرنا چاہتی ہوں...... آپ نے وفور شوق سے اس ڈائری کا ایک ایک ورق پڑھا، میرے یادگار لمحات کی تلخیوں سے پریشان بھی ہوئے اور شیریں ولذت خیز لمحات کا مطالعہ کر کے مسکرائے...... خوش ہوئے۔

میں سرزمین غدیر ہوں میں نے اپنی باتیں آپ سے بیان کیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ میرے اوپر کیا کیا گزری، حالانکہ میں نے وہ باتیں بیان نہیں کیں جنہیں میری سماعتوں نے سنا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میری سرزمین پر آنے والا ہر مسافر امام غدیر کے متعلق کوئی خوشخبری ضرور سنائے گا۔

میں اپنے آپ میں نہیں تھی جب میں نے سنا کہ رسول خداؐ نے اٹھارہ ذی الحجہ کو امت کی سب سے بڑی عید قرار دیا ہے۔ حیرت بالائے حیرت اس بات پر ہوئی کہ جب مجھے معلوم

ا۔ بحارالانوار ج ۳۷ ص ۱۰۹

ہوا کہ آسمانوں میں بھی میری یاد میں جشن منایا جاتا ہے۔(۱)

حیرت انگیز بات یہ تھی کہ جن لوگوں نے ایام ولایت کے جشن کے متعلق سنا تو وہ مشتاقانہ انداز میں آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اوراس کے متعلق سوالات کئے۔(۲)

اگر چہ ائمہ غدیر پر لوگوں نے ظلم وستم کیا......وہ مظلومیت کی زندگی بسر کرتے رہے اوران نابکاروں نے اتنی مہلت نہیں دی کہ وہ اپنی خلافت وحکومت کے ذریعہ دنیا کو گلستان بنا سکیں اورلوگوں کی آخرت کو آباد کرسکیں لیکن میری سرزمین کا ذرہ ذرہ اور میری سرزمین پر موجود تالاب کا ایک ایک قطرہ تمام مدافعان ولایت وغدیر کے لئے احساس قدردانی انگیز کرتا ہے۔

سلمان وابوذر ومقداد سے لے کر مالک ،میثم ،عمار،شہدائے کربلا اوران تمام سینوں تک جنہوں نے میرے وقیع اور گرانقدر خزانے کواپنے بعد کی نسلوں تک منتقل کیا......اسی طرح وہ تمام قلم قدردانی کے مستحق ہیں جنہوں نے میرے حقائق ومعارف سے صفحہ قرطاس کوسیاہ کیا۔

جی ہاں !......ائمہ طاہرینؑ اورتمام غدیری خواتین وحضرات کے وہ اتمام حجت بھی مجھے معلوم ہوئے ہیں جو میرے واقعہ کے سلسلے میں دوسروں کے سامنے کیا ہے، انہوں نے دوسروں سے اس کا اقرار بھی لیا ہے۔

میں جانتی ہوں کہ آج غدیر کے اسناد ومتون دنیا کی مختلف زبانوں میں منتشر ہوئے ہیں، مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس عظیم واقعہ کے سلسلے میں ہزار سے زیادہ کتابیں لکھی گئی ہیں۔(۳)

۱۔بحارالانوار ج ۳۷ص ۱۶۳؛عوالم العلوم ج ۱۵/۳ص ۲۲۱

۲۔بحارالانوار ج ۴۰ص ۵۴؛اثبات الہداۃ ج ۲ص ۱۲۶

۳۔غدیر درآئینۂ کتاب(محمد انصاری)

میں نے سنا ہے کہ اس دن اور اس عظیم واقعہ کے متعلق مختلف زبانوں میں کروڑوں اشعار کہے گئے ہیں......دعاؤں اور زیارتوں میں بھی میرا نام بہت زیادہ لیا گیا ہے۔(۱) میں جانتی ہوں کہ آج میرا نام تمام عالم انسانیت کی سماعتوں تک پہنچ چکا ہے۔

میں نے یہ بھی سنا ہے کہ آپ لوگوں نے خطبہ غدیر کی چودہ سوسالہ یادگار منائی ہے۔(۲) میں مسرور ہوں کہ آپ لوگوں نے مراسم غدیر کی عظمت و اہمیت کو درک کیا ہے اور آج اس کے معارف کو وسیع پیمانے پر عام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

میرے لئے خوش آیند بات ہے کہ آج خطبہ غدیر کا زندہ زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے اور اس کے لاکھوں نسخے شائع ہوئے ہیں......سقیفہ نے جس ظلم و بربریت کا آغاز کیا تھا اسے دیکھتے ہوئے غدیر سے متعلق اتنی حساسیت کی توقع نہیں تھی۔

ہاں!......یہ خدا ہے جو ہمیشہ میرا اور آپ کا نگہبان رہے گا۔

☆ ☆ ☆

۱۔ الغدیر علامہ امینی؛ غدیریہ ھای فارسی (صحتی سردرودی)

۲۔ چھاردہ قرن با غدیر ص ۲۲۷

مجھے آپ سے توقع ہے!

میں آپ سے خداحافظی کرنا چاہتی ہوں لیکن میرے یادگار لمحات کی ڈائری کھلی رہے گی اس لئے کہ میرا نام بارہ اماموں کے نام اور ان کی ولایت کا ہمدم ہو چکا ہے اور ان کی حیات طیبہ سے میرا نام بھی زندہ رہے گا۔

میں آپ کے مذہبی اور دینی آثار میں سے ہوں...... آج وہ وقت آ گیا ہے کہ آپ میرا دفاع کریں، اگر آپ میری سرزمین کو آباد کرنے پر قادر نہیں ہیں...... میری مسجد کی تعمیر نو پر قدرت نہیں رکھتے ہیں یا میری زیارت کے لئے آنے سے معذور ہیں تو کم از کم میرے تین روزہ جشن غدیر کی خبر دنیا میں عام کیجئے۔

اب آپ کی باری ہے کہ آپ پوری دنیا اور اس میں بسنے والے تمام لوگوں کو غدیر کے عظیم جشن کی دعوت دیں اور میرا نام تاریخ میں ہمیشہ کے لئے زیادہ سے زیادہ زندہ رکھیں۔ آج یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ غدیر کا نام دنیا کے گوشہ وکنار میں موجود لوگوں تک پہنچائیں۔

میں بھی ہر سال اس گوشہ تنہائی میں اٹھارہ ذی الحجہ کو اپنے لئے جشن غدیر منعقد کرتی ہوں، میں آپ کی خوشی میں شریک ہوں اور اس دن کا انتظار کر رہی ہوں کہ وہ تشریف لے آئیں۔

وہی جو امامت کے ورثہ دار ہیں ...... جن کے ظہور سے پوری دنیا ایک ساتھ غدیری ہو جائے گی، سبھی امام غدیر کی اقتدا کریں گے اور ایک مرتبہ پھر سبھی میری زیارت کے لئے

آئیں گے۔

خدایا!......اے میرے مالک!......اس امید میں انتظار کی گھڑیاں گن رہی ہوں کہ قائم آل محمد (عج) کے ظہور کے ذریعہ میری سرزمین دوبارہ آباد ہوگی اور ایک مرتبہ پھر اس سرزمین پر جشن غدیر کا بول بالا ہوگا۔

☆ ☆ ☆

Books by:

Maulana Syed Shahid Jamal Rizvi

Design & Printed By: Pictelz Creative Studio #9807526624

SHAOOR-E-WILAYAT
FOUNDATION

546/292, Near Era's Medical College, Sarfarazganj, Lucknow (INDIA)
Email: shaoorewilayat@gmail.com | Web: www.shaoorewilayat.com